الحمد لله

که

کتاب مستطاب ہدایت مآب

تفسیر رفیع الشان و قامع بدع الادیان و مشید ارکان العرفان

مسمیٰ بہ

انوار القرآن

مصنفہ

عالیجناب قدوۃ الفقہاء والمفسرین حامی الملۃ والدین زین المجتہدین حجۃ الاسلام والمسلمین

مولانا سید احمد حسین صاحب قبلہ رضوی گوپالپوری دام برکاتہم

باہتمام

جناب مولوی سید امداد حسین صاحب عشری صدر الافاضل و واعظ مدرسۃ الواعظین و مدیر دائرۃ تحقیق کجھوا (بہار)

از جانب

دائرۃ تحقیق کجھوا (بہار)

در مطبع اصلاح معین پریس کجھوا طبع شد

فیس رکینت دس روپیہ

۱

زریں فہرست رکنیت
خانبہادر جناب مولوی سید احمد علی صاحب ریٹائرڈ مجسٹریٹ پٹنہ
خانبہادر جناب میر حسین شاہ صاحب ریٹائرڈ وزیر کشمیر مرحوم
جناب مولوی سید اسحاق حسین صاحب وکیل سیتاپور

الشمس

زریں فہرست معین
جناب حاجی غلام علی صاحب ابن جناب حاجی اسمٰعیل
صاحب در دریا(؟) تجارت بھاؤ نگر کاٹھیاوار
جناب مولوی سید علی احمد صاحب اسسٹنٹ
ماسٹر ضلع اسکول علیگڈھ

نمبر ۵ و ۶ | ماہ جمادی الاول و جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ | جلد ۲۰

شکریہ ممبران دائرۃ تحقیق

حسب ذیل حضرات نے اس ماہ میں ۱۳۵۶ ہجری کا چندہ ممبری ادا کرکے کمال درجہ شکر گذار کیا (۶۰۲) حکیم سید جواد الاصغر صاحب سیتامڑھی مظفرپور ۶ (۶۰۳) سید محمد تقی صاحب مسکوت موتیہاری عہ (۶۰۴) سید محمد علی شاہ صاحب بہاولپور اسٹیٹ عہ (۶۰۵) سید احمد حسین صاحب داروغہ قیصر باغ لکھنؤ عہ (۶۰۶) سید محمد سعید صاحب کرنل مرچنٹ ماہم بمبئی عہ (۶۰۷) خان نذر محمد خاں صاحب جنگ برانچ لائلپور عہ (۶۰۸) ماسٹر صغیر حسین صاحب بھنڈی بازار بمبئی عہ (۶۰۹) سید محمد عسکری صاحب پگڑا ئن گرداسپور عہ (۶۱۰) خانبہادر ڈاکٹر سید اعجاز حسین صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی متولی وقف ہوگلی عہ (۶۱۱) صادق علی صاحب نونکھا ضلع لاہور عہ (۶۱۲) سید مرید مہدی صاحب کلرک میانوالی عہ (۶۱۳) سید رمضان علی صاحب پٹنی سادات سارن عہ (۶۱۴) مولوی سید محمد ساجد صاحب گونڈہ عہ (۶۱۵) سید حیدر رضا صاحب گونڈہ عہ (۶۱۶) سید ممتاز حسین صاحب قانونگو ایجاہوک گونڈہ عہ (۶۱۷) سید محمد تقی صاحب اہلمد گونڈہ عہ (۶۱۸) سید محمد ابراہیم صاحب سب ڈپٹی مجسٹریٹ پٹنہ عہ (۶۱۹) حکیم غلام رسول صاحب برگنیا مظفرپور عہ (۶۲۰) محمد سلیمان صاحب اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر کمانیہار عہ (۶۲۱) راجہ سید توکل حسین صاحب لورپور فیض آباد عہ (۶۲۲) سید صغیر حسن صاحب متولی یونہ(؟) فیض آباد عہ (۶۲۳) سید حسن رضا صاحب بہتی پور فیض آباد عہ (۶۲۴) سید کرار حسین صاحب لور پونہ فیض آباد عہ (۶۲۵) مولوی سبط حسن صاحب بمبئی عہ (۶۲۶) سید مسعود احسن صاحب اعظم گڈھ عہ (۶۲۷) سید محمد زکی صاحب اعظم گڈھ عہ (۶۲۸) نواب سید احمد نواب صاحب مظفرپور عہ (۶۲۹) خادم حسین صاحب رئیس پٹنہ عہ (۶۳۰) سید علی کوثر صاحب کلکتہ ۱۲ (۶۳۱) مولوی شفاعت حسین صاحب اکبرپور فیض آباد عہ (۶۳۲) سید محمود احسن صاحب کلکتہ عہ (۶۳۳) سید شبیر حسین صاحب بہت پور جالندھر عہ (۶۳۴) سید محمد عباس صاحب ملت عہ (۶۳۵) سید حسن صاحب دراج کمپنی بنارس عہ (۶۳۶) سید زین العابدین صاحب مختار بنارس عہ (۶۳۷) سید اظہار حسین صاحب ناظر بنارس عہ (۶۳۸) سید علی اکبر صاحب گوپالپور سارن عہ (۶۳۹) بابو لوک ناتھ صاحب لاہور عہ

حسب ذیل حضرات نے اس ماہ میں ۱۳۵۵ھ ہجری کا چندہ ممبری ادا کرکے کمال درجہ شکر گذار کیا۔

(۱۲۶) حکیم سید جواد الاصغر صاحب سیتامڑھی مظفرپور عہ (۱۲۷) سید نظیر الحسن صاحب انسپکٹر پولیس کورار امیرپور عہ (۱۲۸) سید یعقوب علی صاحب فتح آباد (حصار) عہ (۱۲۹) سید محمد حسین صاحب داروغہ قیصر باغ لکھنؤ عہ (۱۳۰) محمد بخش صاحب انصاری بہت پور (جالندھر) عہ (۱۳۱) ماسٹر صغیر حسین صاحب بھنڈی بازار بمبئی عہ (۱۳۲) خانبہادر ڈاکٹر سید اعجاز حسین صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی۔ متولی وقف ہوگلی عہ (۱۳۳) سید محمد سعید صاحب کرنل مرچنٹ ماہم بمبئی عہ (۱۳۴) سید امیر علی شاہ روپڑ انبالہ عہ (۱۳۵) سید کرم الٰہی صاحب روپڑ انبالہ عہ (۱۳۶) سید حامد حسن صاحب مترجم الہ آباد ہائیکورٹ عہ

پہلے یا اوس کے بعد تو اس بارہ میں حدیثوں میں اختلاف ہے اس لئے تم پر واجب ہے کہ اجمالی طور پر صرف اس کا اقرار (اور اعتقاد) کرو کہ کچھ لوگ (یعنی کچھ مومن اور کچھ کافر و منافق) اور ائمہ علیہم السلام تشریف لائیں گے اور تفصیل کو ائمہ علیہم السلام کے علم پر چھوڑ دو اوسمیں رائزنی نہ کرو۔ **حشر**۔ اور واجب ہے یہ کہ اعتقاد کرو کہ قیامت کے دن خداوند عالم سب لوگوں کو اوٹھائیگا اور اونکی روحیں اون کے اصلی بدنوں میں ڈالی جائینگی اور اس سے انکار کرنا یا تاویل کرنا یعنی ایسا معنی بیان کرنا جو اس کے ظاہری معنی کے خلاف ہو جیسا کہ ہمارے زمانہ میں بعض ملحدوں سے سنا جا رہا ہے۔ اوس کے کفر اور الحاد ہونے پر ہمارے علماء کا اجماع ہے۔ اور قرآن کی بہت سی آیتیں اس کے ثبوت اور اس سے انکار کرنے والوں کے کفر پر دلالت کر رہی ہیں۔ اور حکماء جو اسمیں شبہہ پیدا کرتے ہیں کہ معدوم چیز پلٹ کر نہیں آسکتی اور آیتوں اور حدیثوں کی توجیہ روحانی معاد کے ساتھ کرتے ہیں۔ یعنی کہتے ہیں کہ قیامت میں صرف روحیں جمع کیجائیں گی۔ اوسکی طرف ہرگز توجہ نہ کرنا۔

حساب و کتاب۔ اور واجب ہے کہ ایک اس بات کا اعتقاد کرو کہ اعمال کا حساب لیا جانا اور کسی کے داہنے ہاتھ میں اور کسی کے بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال کا دیا جانا حق ہے۔ اور دوسرے اس کا اعتقاد کرو کہ خدا نے ہر شخص کے ساتھ دو دو فرشتے مقرر کیے ہیں۔ ایک داہنے کندھے پر رہتا ہے اور دوسرا بائیں کندھے پر۔ داہنے کندھے والا اچھے اعمال کو لکھتا ہے اور بائیں کندھے والا برے اعمال کو۔ پس دن کے دونوں فرشتے دن بھر کے اعمال کو لکھتے ہیں۔ اور شام کے وقت اعمال کو لیکر چلے جاتے ہیں اور رات کے دو فرشتے آتے ہیں جو رات بھر کے اعمال کو لکھتے ہیں۔ اسکی توجیہ ہرگز اوس طرح نہ کرنا جو اس زمانہ میں سنی جا رہی ہے۔ کیونکہ یہ توجیہ کفر ہے۔

شفاعت وغیرہ۔ اور واجب ہے کہ ایمان لاؤ اس پر کہ حضرت سرور عالم اور ائمہ طاہرین علیہم الصلوۃ والسلام (مومنوں کے حق میں) شفاعت یعنی سفارش فرمائیں گے۔ اور اس پر کہ خداوند عالم نے جو فرمانبردار مومنوں کو ثواب دینے کا وعدہ کیا ہے اوس کے خلاف نہ کرے گا۔ اور گناہگار مومنوں پر جو عذاب کرنے کا وعدہ کیا ہے اور بغیر توبہ کے مر گئے ہیں ممکن ہے کہ اوس سے درگذر کرے اور اس پر کہ توبہ قبول کریگا کیونکہ اسکا وعدہ کر چکا ہے۔ اور اس پر کہ کفار اور دشمنانِ اہلبیت طاہرین جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور مخالفوں میں جو

ہوگا اوس کا جو تم سے محبت کرے اور جہنم ہے اوس کے لئے جو تم سے دشمنی کرے لہ ۲؎ انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ حضرت سرور عالمؐ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہونگے۔ پھر حضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کی طرف رُخ کرکے ارشاد فرمایا کہ بغیر حساب داخل ہونے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے (مذہب حق کی تلاش اور اوس پر باقی رہتے ہیں قصانی) جہاد کیا اور اون کے امام یہ (علیؑ) ہیں ۳؎ حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ نے ارشاد فرمایا کہ اسے علیؑ جو شخص تمہاری امامت کے اعتقاد پر مرے وہ شہید مریگا (یعنی شہید کا ثواب پائیگا) اور جو شخص تمہارے بعد تمہاری محبت میں مرے اوس کا خاتمہ سلامتی اور ایمان پر ہوگا ۴؎ اور اسی مقام پر جناب ابوذر کی ایک حدیث مناقب سے نقل کی ہے جس میں یہ مضمون زائد ہے کہ "جو شخص تمہاری دشمنی پر مرے اوس کے لئے اسلام سے کوئی حصہ نہیں ہے" (یعنی وہ مسلمان نہیں ہے) ۵؎ ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ حضرت سرور عالمؐ نے ارشاد فرمایا کہ اسے علیؑ تمہاری مثال لوگوں میں مثل سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ کے ہے کہ جس نے اوس کو ایک دفعہ پڑھا گویا اوس نے ایک تہائی قرآن کی تلاوت کی اور جس نے دو مرتبہ پڑھا گویا اوس نے دو تہائی کی تلاوت کی اور جس نے تین مرتبہ پڑھا گویا اوس نے پورے قرآن کی تلاوت کی۔ اسی طرح تم ہو اے علیؑ کہ جس نے تم سے دل سے محبت کی اوس نے ایک تہائی ایمان حاصل کیا اور جس نے دل سے محبت کی اور زبان سے اقرار کیا اوس نے دو تہائی ایمان حاصل کیا اور جس نے دل سے محبت کی اور زبان سے اقرار کیا اور ہاتھوں (یعنی بدن) سے تمہاری پیروی کی اوس نے پورا ایمان حاصل کیا۔ قسم ہے اوس مقدس ذات کی جس نے مجھے نبی بنایا کہ جس طرح کل اہل آسمان تم سے محبت رکھتے ہیں اگر اسی طرح کل اہل زمین بھی محبت رکھتے تو خدا کسی کو جہنم میں نہ ڈالتا ۶؎ ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ حضرت سرور عالمؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص پسند کرتا ہو کہ اوس کی حیات اور موت مثل میری حیات و موت کے ہو اور بہشت برین میں رہے جسمیں خدا نے درخت لگائے ہیں اوس کو چاہیے کہ علیؑ اور اون کے دوستوں سے محبت کرے اور اون کی اولاد کی جو اون کے بعد امام ہونگے پیروی کرے کیونکہ وہ لوگ میری ذریت ہیں اور میری طینت سے پیدا کئے گئے ہیں اور سمجھ اور علم اونکو دیا گیا ہے اور جہنم ہے اوس کے لئے جو ان لوگوں کی بزرگیوں سے انکار کرے

لہ ینابیع المودۃ باب ۳۲ صفحہ ۵۱ شروع بحوالہ مسند احمد بن حنبل ۲؎ و شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کے باپ اور استاد شاہ ولی اللہ صاحب محدث صحاح ستہ میں داخل سمجھتے ہیں (یعنی امام شاہ عبد العزیز صاحب مشرح چھاپہ جو بنوز) ۱۲ منہ

۳؎ ینابیع باب ۴۲ صفحہ ۱۰۲ شروع بحوالہ ابن مغازلی ۱۲ منہ

۴؎ ینابیع باب ۴۲ صفحہ ۱۰۲ بحوالہ مسند احمد بن حنبل مع اختلاف الفاظ ۱۲ منہ

۵؎ ینابیع باب ۴۲ صفحہ ۱۰۲ آخر بحوالہ علامہ خوارزمی ۱۲ منہ

اور (انکے ساتھ بدسلوکی کرکے) اُن کے بارے میں میرے حقوق کو ضائع کرے۔ خدا ایسے لوگوں
کو میری شفاعت نصیب نہ کرے سلہ ۲۶ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں
کہ جس دن میں نے خیبر فتح کیا حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ نے ارشاد فرمایا (یا علی)
میری امت کی کچھ جماعتیں تمہارے حق میں وہ بات نہ کہتیں جو نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ
کے حق میں کہا تو میں تمہارے حق میں ایسی بات کہتا کہ تم مسلمانوں کی جس جماعت کے پاس
سے گذرتے وہ لوگ تمہارے پانوں کے نیچے کی خاک اور تمہارے وضو کا پانی برکت
اور استشفا (یعنی بیماری سے صحت) کے لئے اوٹھا لیتے سلہ (علامہ خوارزمی کی حدیث
میں اس کے بعد یہ ہے) لیکن تمہارے لئے اسی قدر کافی ہے کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے
ہوں۔ تم میرے وارث ہو اور میں تمہارا وارث ہوں اور تمہاری منزلت مجھ سے ویسی ہی
ہے جیسی ہارون کو موسٰے سے تھی بجز اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اے علیؑ
میرا دین (قرض) تم ادا کروگے اور میری سنت پر جہاد کروگے اور آخرت میں سب سے
زیادہ مجھ سے نزدیک تم ہی ہوگے اور کل حوض کوثر پر میرے جانشین ہوگے اور سب سے
پہلے حوض کوثر پر میرے پاس تم ہی آؤگے اور میرے حوض کوثر سے منافقوں کو تم ہی
ہٹاؤگے اور میری امت میں سب سے پہلے بہشت میں تم ہی داخل ہوگے۔ اور تمہارے
دوست اور پیرو (قیامت کے دن) نور کے منبر پر ہونگے (حوض کوثر کے پانی سے)
سیراب ہوں گے۔ چہرے اونکے نورانی ہونگے۔ میرے چاروں طرف ہونگے۔ میں ان کی
شفاعت کرونگا۔ اور میرے ہمسایہ میں اونکو جگہ ملیگی۔ اور تمہارے دشمن کل کے دن
(قیامت میں) پیاسے ہونگے اور چہرے اون کے سیاہ ہونگے اور آگ کے گرزوں سے
مارے جائیں گے۔ تم سے لڑنا مجھ سے لڑنا ہے اور تم سے میل رکھنا مجھ سے میل رکھنا ہے
تمہارا راز (باطن۔ بھید) میرا راز ہے اور تمہاری ظاہری باتیں میری ظاہری باتیں
ہیں۔ اور تمہارے دل کی باتیں میرے دل کی باتیں ہیں۔ تم میرے علم کے دروازہ ہو۔
تمہاری اولاد میری اولاد ہے۔ تمہارا گوشت میرا گوشت ہے اور تمہارا خون میرا خون
اور حق تمہارے ساتھ ساتھ اور تمہاری زبان اور دل پر اور تمہاری آنکھوں کے سامنے
ہے۔ اور ایمان تمہارے گوشت اور خون میں اوسی طرح مخلوط (ملا ہوا) ہے جس طرح میرے
گوشت اور خون میں۔ اور خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم کو اس بات کی خوشخبری دوں کہ تم اور

تمہاری اولاد اور تمہارے دوست بہشت میں رہیں گے اور تمہارے دشمن جہنم میں۔ تمہارے دشمن حوض کوثر پر نہ پہونچیں گے اور تمہارے دوست تم سے جدا نہ ہونگے۔ حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ سنکر میں سجدۂ شکر کے لئے جھک گیا اور ان نعمتوں پر خدا کا شکریہ ادا کیا کہ اوس نے دین اسلام سے مجھے سرفراز کیا اور قرآن (جیسی بزرگ کتاب) عطا کی اور خاتم النبیین اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ کے نزدیک مجھے عزیز اور محبوب بنایا ۔لہ ۔ ۷ ام المومنین ام سلمہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن علیؑ اور اونکے شیعے ہی فائدہ اوٹھائیں گے ۔لہ ۔ ۸ عبد اللہ (بن عمر) بیان کرتے ہیں کہ حضرت سرور عالمؐ نے ارشاد فرمایا کہ علیؑ کے دوستوں سے کہو کہ بہشت میں جانے کے لئے تیار رہیں ۔لہ ۔ ۹ حضرت سلمان فارسی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ نے ارشاد فرمایا کہ میری بیٹی فاطمہؑ سے محبت رکھنے والے بہشت میں میرے ساتھ ہونگے اور (جبکہ) اون سے (صرف) عداوت رکھنے والے (صحابی ہوں یا غیر) جہنم میں جائینگے (تو اونکو طرح طرح سے ستانے والے بدرجہ اولے) اے سلمان فاطمہؑ سے محبت رکھنا سو مقاموں میں فائدہ دے گا جنمیں سے معمولی مقام قبر اور میزان اور پل صراط اور حساب ہے پس جس سے فاطمہؑ راضی ہونگی اوس سے میں راضی ہونگا اور جس سے میں راضی ہونگا اوس سے خدا راضی ہوگا۔ اور جس پر فاطمہؑ غضبناک ہونگی اوس پر میں غضبناک ہونگا اور جس پر میں غضبناک ہونگا اوس پر خدا غضبناک ہوگا۔ اے سلمان جہنم ہے اون لوگوں کے لئے جو علیؑ اور فاطمہؑ پر ظلم کرینگے۔ اور جہنم ہے اون کے لئے جو علیؑ و فاطمہؑ کی اولاد اور شیعوں پر ظلم کرینگے ۔لہ ۔ ۱۰ جناب مقداد بن اسود بیان کرتے ہیں کہ حضرت سرور عالمؐ نے ارشاد فرمایا کہ آل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ (کے حقوق) کو پہچاننا جہنم سے آزادی کا ذریعہ ہے اور آل محمدؐ سے محبت[عہ] رکھنا پل صراط سے (بآسانی) گذر جانے کا

عہ محبت کی پہچان اور اچھی کسوٹی محبوب اور دوست کی پیروی اور اوس کے دشمن سے بیزاری ہے جیسا کہ بامعرفت شخص نے کہا ہے ؎ تَعْصِی الْاِلٰہَ وَتُظْهِرُ حُبَّهٗ + هٰذَا مُحَالٌ فِی الْفِعَالِ بَدِیْعٗ
خدا کی مخالفت کرتا ہے اور اوس کی محبت کا دعوے کرتا ہے۔ یہ بات محال اور عجیب طرح کی ہے۔

لہ ینابیع المودۃ باب ۴۲ صفحہ ۱۰۸ بحوالہ علامہ خوارزمی ۱۲ منہ
لہ ینابیع باب ۵۶ صفحہ ۱۹۶ بحوالہ ذخائر العقبیٰ مصنفہ امام محب الدین طبری امام الحرمین ۱۲
لہ ینابیع باب ۵۶ صفحہ ۱۹۶ بحوالہ ذخائر العقبیٰ ۱۲
عہ مومنین کرام سورہ فاتحہ صفحہ ۱۲۸ کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیں ۱۲ منہ
لہ ینابیع باب ۵۶ صفحہ ۲۱۶ بحوالہ مودۃ القربیٰ مصنفہ سید علی ہمدانی
جن کو شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی ...

وسیلہ ہے اور آل محمدؐ کی امامت کا اعتقاد رکھنا عذاب سے بچنے کا سبب ہے [۵] [۱۱]
جریر بن عبد اللہ بجلی صحابی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص محبت آل محمدؐ پر مرے اوسکی موت ایسی حالت میں ہوگی کہ اوس کے گناہ بخش دیئے گئے ہونگے **آگاہ ہوجاؤ** کہ جو شخص آل محمدؐ کی محبت پر مرے وہ شہید مریگا (یعنی شہیدوں کا درجہ اور ثواب پائیگا) **آگاہ ہوجاؤ** کہ جو شخص آل محمدؐ کی محبت پر مرے اوسکی قبر میں بہشت سے دو دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

آگاہ ہوجاؤ کہ جو شخص آل محمدؐ کی محبت پر مرے اوسکو ملک الموت اور منکر و نکیر بہشت کی خوشخبری دیں گے **آگاہ ہوجاؤ** کہ جو شخص آل محمدؐ کی محبت پر مرے اوس کو بہشت کی طرف اوس طرح زینت دیکر لیجائیں گے جس طرح دولھن کو اوس کے شوہر کے گھر زینت دیکر لیجاتے ہیں۔ **آگاہ ہوجاؤ** کہ جو شخص آل محمدؐ کی محبت پر مرے خداوند عالم ملئکہ رحمت کو اوسکی قبر کا زوّار (زیارت کرنے والا) بنائیگا **آگاہ ہوجاؤ** کہ جو شخص آل محمدؐ

(ینابیع باب ۵۶ ص ۲۱۸ بحوالہ مودۃ القربیٰ ۱۲ منہ)

(بقیہ حاشیہ ص ۱۳۴)

لَوْ کَانَ حُبُّکَ صَادِقًا لَاَطَعْتَہٗ + اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُّحِبُّ یُطِیْعٗ

اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو اوسکی فرمان برداری کرتا۔ کیونکہ دوست دوست کا فرماں بردار ہوتا ہے

اور دوسرے شخص نے کہا ہے ؎

تَوَدُّ عَدُوِّیْ ثُمَّ تَزْعَمُ اَنَّنِیْ + صَدِیْقُکَ اِنَّ الرَّایَ عَنْکَ لَعَازِبٗ

میرے دشمن سے محبت رکھتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ میں تیرا دوست ہوں۔ عقل تجھ میں نہیں ہے۔

اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ مالکی۔ حنفی۔ شافعی کے اصل مذہب کا اعتماد فاروق (حضرت عمر) کے اجماعی مسئلوں پر ہے اور بجز چند مسئلوں کے یہ لوگ مرتضیٰ (حضرت علی علیہ السلام) کی حدیثوں پر عمل نہیں رکھتے (قرۃ العینین ص ۱۸۵ و ۲۰۹ چھاپہ مجتبائی دہلی مطبوعہ ۱۳۱۰ھ) ۱۲ منہ

عہ مذہب اہلسنت میں صحابہ کل عدول سمجھے جاتے ہیں اور روایتوں میں ضعف راویوں کی طرف سے آتا ہے (دیباچہ میزان الاعتدال جلد ۱) لیکن ہماری کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ جریر مذکور نے حضرت علیؑ کے ساتھ ایسی کجروی اختیار کی تھی کہ حضرتؑ نے انکا مکان جو کوفہ میں تھا گروا دیا۔ پس بلحاظ عدالت و وثاقت کے حدیث ان کی معتبر ہے۔ اور بلحاظ کجروی کے معتبر تر اور ممدوح تر۔ کیونکہ دشمن کا بیان ہے ۱۲ منہ

کی محبت پر مرے اوسکی موت سنت وجماعت (دین اسلام) پر ہوگی ۔ آگاہ ہوجاؤ کہ جو شخص آل محمدؐ کی محبت پر مرے وہ کامل الایمان مرے گا ۔ آگاہ ہوجاؤ کہ جو شخص آل محمدؐ کی محبت پر مرے توبہ کی حالت پر مریگا ۔ آگاہ ہوجاؤ کہ جو شخص آل محمدؐ کی دشمنی پر مرے وہ قیامت میں اس صورت سے آئیگا کہ اوسکی پیشانی پر لکھا ہوا ہوگا کہ یہ شخص رحمت خدا سے محروم ہے آگاہ ہوجاؤ کہ جو شخص جو آل محمدؐ کی دشمنی پر مرے وہ بہشت کی خوشبو نہ سونگھے گا ۔ آگاہ ہوجاؤ کہ جو شخص آل محمدؐ کی دشمنی پر مرے وہ کافر مریگا سلف ۱۲ کتاب ینابیع المودۃ باب ۶۵ صفحہ ۲۰۹ میں مولانا سلیمان بلخی قندوزی حنفی نے بعینہ اسی حدیث ۱۲ کو اپنے امام ابو اسحاق ثعلبی کی تفسیر سے نقل کیا ہے اور راوی اوس کے محمد بن اسلم طوسی ہیں یعلی بن عبید سے اور یعلی نے اسماعیل بن ابی خالد سے ۔ اور ابو خالد نے قیس بن ابی حازم سے ۔ اور ابو حازم نے جریر بن عبداللہ بجلی صحابی سے ۔ محمد بن اسلم کو امام اہلسنت ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۱۰۳ میں ۔ امام ربانی اور ثقات حفاظ اور اولیاء ابدال سے شمار کیا ہے اور لکھا ہے کہ محمد بن رافع نے بیان کیا کہ میں نے اون کو اصحاب رسول اللہؐ کا مشابہ پایا ۔ اور باقی راویوں کو امام اہلسنت ابن حجر عسقلانی نے تقریب التہذیب میں ثقہ یعنی معتبر لکھا ہے ۔ اور ابو اسحاق ثعلبی احمد بن محمد بن ابراہیم کے حق میں قاضی احمد بن خلکان کتاب وفیات الاعیان کے صفحہ ۲۲ میں لکھتے ہیں کہ یہ بزرگ علم تفسیر میں اپنے زمانہ میں یکتا اور بے مثل تھے اور انکی تفسیر کل تفسیروں سے بہتر ہے ۔ اور ابو القاسم قشیری کہتے ہیں کہ میں خواب میں خدا سے[ع ۵] باتیں کر رہا تھا کہ اوس نے فرمایا کہ اقبل الرَّجُلُ الصَّالِحُ (نیکوکار شخص آ رہا ہے) میں نے مڑ کر دیکھا تو ابو اسحاق ثعلبی تھے ۔ اور عبد الغافر کہتے ہیں کہ ابو اسحاق معتبر تھے اور صحیح حدیثیں نقل کیا کرتے تھے

دار آخرت کی خاص خاص حالتیں ان حالتوں کو کسی قدر تفصیل سے بطریق شیعہ میں لکھ آیا ہوں ۔ جن حالتوں میں دونوں فرقوں

عـ ۵ خدا کو دیکھنے کا عقیدہ خاص مذہب اہلسنت کی چیز ہے ۔ ہم شیعے اس کو باطل سمجھتے ہیں لیکن چونکہ اونہیں کے عقیدہ سے اون پر حجت تمام کرنا مناظرہ کے اصول سے ہے ۔ اس لئے میں نے ابو القاسم کے خواب کا واقعہ نقل کرنے میں مضائقہ نہ سمجھا ۱۲ منہ

میں اختلاف نہیں ہے اون کو دُہرانا بے فائدہ مضمون کو بڑھانا ہے اس لئے صرف اونہیں
چیزوں کو لکھوں گا جنمیں دونوں فرقوں میں اختلاف ہے اور حدیثوں کے پورے ترجمہ کو
چھوڑکر کتاب مشارق الانوار مصنفۂ علامہ نحریر شیخ حسن عدوی (عمری) حمزاوی کی عبارت
کو نقل کروں گا جس میں اونھوں نے حدیثوں کا خلاصہ لکھا ہے۔

۱ سوال منکر و نکیر — دونوں فرشتے صرف چار چیزوں سے سوال کرینگے ۱ خدا ۲ دین ۳ رسول ۴ کتاب ۵۱ اور امام کی امامت سے سوال کرنے کو
ان لوگوں نے ذکر نہیں کیا ہے کیونکہ (اکثر خطاکار اور دین و مذہب سے تعلق نہ رکھنے والے
پیروں کے ہاتھوں پر بیعت کرنے والے اور اون گم گشتگان بادیۂ ضلالت کو ذریعہ نجات
و بخشائش سمجھنے والے) بہت سے مسلمانوں کو ائمہ معصومین و مفسر و معلم و شریک قرآن
مبین کے حق پرست ہاتھوں پر بیعت کرنا اور اونکو اپنا پیشوا اور ذریعہ نجات بنانا گوارا
نہیں ہے اور باوجودیکہ خلافت شیخین سے انکار کرنے والوں کا خون بہانا جائز جانتے ہیں مسئلہ امامت و وصایت
کو دین اسلام کا جزو نہیں جانتے اور جزو نہ جاننے کا ثبوت یہ ہے کہ فروع دین کا تعلق
اعمال سے ہے اور امامت اعتقادی چیز ہے اس لئے یہ اعتقادی مسئلہ اوس میں داخل نہیں ہو
سکتا۔ اور اصول دین میں وہ لوگ اس کو خود ہی داخل نہیں سمجھتے۔

۲ فشار قبر — قبر کے دباؤ سے سوا چار بزرگوں کے کوئی نہ بچیگا ۱ حضرت فاطمہ بنت
محمد صلے اللہ علیہا ۲ جناب فاطمہ بنت اسد یعنی حضرت امیر المومنین
علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ۳ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کیونکہ وہ لوگ معصوم ہیں۔
۴ وہ شخص جو اپنے مرض موت میں ایک مرتبہ بھی سورہ قل ہو اللہ احد پڑھ چکا ہو
لیکن مومن کامل کو اوس طرح دبائیگی جیسے کوئی شخص کسی کو محبت سے بغل میں دباتا ہے ۵۲
اور ہمارے مذہب شیعہ کی زیادہ حدیثوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مومن کامل کے لئے فشار
بالکل نہیں ہے۔

۳ رجعت — حضرت آخر الزمان علیہ السلام کی رجعت اور حضرت عیسے علیہ السلام کا آسمان سے

عہ۵ فشار نہ ہونے کا سبب عصمت کو قرار دیا ہے اور یہ لوگ ائمہ علیہم السلام کو بھی معصوم جانتے اور بلفظ محفوظ تعبیر کرتے ہیں
اس لئے اس سبب کے عموم میں وہ حضرات بھی داخل ہیں بلکہ وہ شفیع المذنبین ہیں ۱۲ منہ

۵۱ مشارق ص۲۴۵ چھاپہ مصر باب ۲ فصل ۱ ۱۲ منہ

۵۲ مشارق الانوار باب ۲ فصل ۱ ص۲۴ چھاپہ مصر ۱۲ منہ

اور تو اتر مذہب اہلسنت میں بھی ثابت ہے اور اس بارہ میں حدیثیں حد تواتر سے زائد ہیں۔

لیکن باقی ائمہ علیہم السلام یا حضرت سرورعالم یا کامل مومنوں کی رجعت کا کوئی ذکر ان کے یہاں نہیں ہے۔

مقام ارواح — **انبیاء** کی روحیں اعلے علیین میں رکھی جاتی ہیں اور ہر نبی کی جگہ اونکی قدر و منزلت کے لحاظ سے جداگانہ ہوتی ہے۔

شہداء — بعض شہداء کی روحیں سبز چڑیوں کے حوصلہ (یعنی گھوگھ۔پوٹوں) میں رکھی جاتی ہیں اور بہشت میں جہاں چاہتی ہیں چلتی پھرتی ہیں۔ اور بعض کی روحیں دین (قرضہ) وغیرہ کی وجہ سے بہشت میں داخل ہونے سے روک دی جاتی ہیں۔

نیکوکار مومن — نیکوکار مومنوں کی روحوں کی جگہوں کے متعلق کئی باتیں لکھی ہیں ۱ چڑیوں کی صورت میں بہشتی درخت پر رہتی ہیں ۲ سبز چڑیوں کے گھوگھ (پوٹوں) میں رہتی ہیں ۳ سفید چڑیوں کے پوٹوں (گھوگھ) میں رہتی ہیں ۴ مینا۔ سرگٹ وغیرہ کے پوٹوں میں رکھی جاتی ہیں ۵ اپنی قبروں کے کنارے رکھی جاتی ہیں ۶ ساتویں آسمان پر رکھی جاتی ہیں ۷ چاہ زمزم میں رہتی ہیں ۸ جابیہ میں چلی جاتی ہیں ۹ اریحا میں چلی جاتی ہیں جو سرزمین شام میں ہے **۱۰ جابیہ** اہلسنت کے امام علامہ یاقوت حموی مراصد الاطلاع ص۱۰۶ میں لکھتے ہیں کہ جابیہ دمشق کے دیہاتوں میں سے ایک دیہات ہے **اریحاء** اور ص۲۷ میں لکھتے ہیں کہ اریحا ظالموں کا ایک شہر ہے (میدان) غور میں۔ اور غور کے متعلق ص۲۹۵ میں لکھا ہے کہ شام کی زمین میں غور ایک وادی (میدان) ہے جو دمشق اور بیت المقدس کے درمیان میں واقع ہے۔ **اور جابیہ و اریحاء** والی حدیثوں

مشارق باب ۲ فصل ۱ علامہ کی محبوب ۴۰ معرو مستو

مقام ارواح – انبیاء – شہداء – مومنین

ع ۵ مذہب شیعہ کی حدیثوں میں متعدد حدیثیں ایسی ہیں جنہیں ائمہ علیہم السلام کے اصحاب نے اون حضرات سے یہ عرض کیا ہے کہ مخالفین کہتے ہیں کہ مومنوں کی روحیں چڑیوں کے پوٹوں میں رکھی جاتی ہیں تو اون حضرات نے جواب میں ارشاد فرمایا ہے کہ مومن (شیعہ اثناعشری) کی عزت خدا کی نگاہ میں اس سے بہت بلند اور زیادہ ہے کہ اون کی روحوں کو چڑیوں کے پوٹوں میں رکھے۔ بلکہ وہ ایسے جسم میں ڈالی جاتی ہیں جو دنیاوی جسم کے مانند ہوتا ہے اور بہشت پر میں اونکو جگہ دی جاتی ہے ۱۲ منہ

کے راوی مقبول و مشہور محدث عبداللہ بن عمر یعنی خلیفہ دوم کے صاحبزادے ہیں اور ان دونوں حدیثوں کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی روحیں شام اور دمشق کی سرزمین میں ظالموں کے شہر کو تلاش کرینگی۔ اور شیعوں کی روحیں وادی السلام یعنی نجف اشرف کی سرزمین کو یعنی ہر ایک روح اپنے پیشوا کے زیر سایہ پہونچ جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ کیونکہ اونہیں کے ساتھ محشور ہونا ہے۔ جیسا کہ خداوند عادل ارشاد فرماتا ہے:۔ یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (سورۂ بنی اسرائیل پ ۱۵ - آیت ۷۳) یعنی یاد کرو اوس دن (یعنی قیامت) کو جس دن ہر شخص کو اوس کے پیشوا کے ساتھ بلاؤں گا۔ اور حضرت سرور عالم ارشاد فرماتے ہیں کہ كُلُّ نَفْسٍ تُحْشَرُ عَلٰى هَوَاهَا یعنی جو شخص جس کو دوست رکھتا تھا وہ اوسی کے ساتھ محشور ہوگا ۱۲

ع۵ خدا کی دیدار — **شیعہ** خدا کی دیدار کو محال جانتے ہیں نہ دنیا میں اوسکی دیدار کو جائز جانتے ہیں نہ آخرت میں لیکن **اہلسنت** اپنے خیال میں صرف یہ کہ جائز جانتے ہیں بلکہ دیکھا بھی کرتے ہیں دنیا میں خواب اور مراقبہ کی حالت میں انمیں سے بعض بعض لوگ اوس کو دیکھتے اور اوس سے خوش گپی اور دل لگی کرتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث ہے ۱۲

ع۶ (قادیانی خدا) قادیانی جماعت کے نبی مرزا غلام احمد صاحب لکھتے ہیں کہ ہم فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین (یعنی خدا) ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے (کھنکھجورا کی طرح) بے شمار ہاتھ پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا۔ طول (لمبائی) اور عرض (چوڑائی) رکھتا ہے۔ اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں (بدن میں بال) بھی ہیں ع۱ اور رَبُّنَا عَاجٌ اور ہمارا پروردگار ہاتھی کی طرح دانت رکھتا ہے ع۲ اور بڑے ادب سے خدا نے مجھکو پکارا ہے کہ "مرزا" نہیں کہا بلکہ مرزا صاحب کہا ہے۔ اور نام ظاہر کرنے کی خواہش کرنے پر بھی خدا کو میرا نام لینے سے شرم دامنگیر ہوئی اور شرم کے غلبہ سے نام لینے سے زبان روک لی ع۳ (لیکن حضرت سردار انبیاء کو محمدؐ اور احمدؐ کے نام سے پکارا ہے ۱۲ راحت حسین) اور تمثیل کے طور پر میں نے خدائے تعالیٰ کو دیکھا اور وہ کاغذ جناب باری کے آگے رکھدیا کہ اس پر دستخط کردیں۔ سو خدا نے سرخی کی سیاہی (سرخی کی سیاہی نرالی زبان ہے) سے دستخط کر دیئے۔ اور قلم کی نوک پر جو سرخی زیادہ تھی اوسکو جھاڑا اور فوراً جھاڑنے کے ساتھ ہی اس سرخی کے قطرے میرے کپڑوں اور عبداللہ کے کپڑوں پر پڑے (کہاں وہ ادب کہ نام لینے سے شرمایا اور کہاں یہ بے ادبی اور بے تمیزی کہ کپڑے کو داغدار کر دیا۔ وہ بھی سرخی

ملاحظہ ہو بیان برزخ بطریق شیعہ صفحہ ۱۲۱ تفسیر سورۃ البقرۃ

مشارق باب ۵ فصل ... صفحہ ۱۲ ... چھاپہ ... بقدر حاجت ۱۲ منہ

ع۱ قادیانی مذہب صفحہ ۱۵۳ بحوالہ توضیح مرام صفحہ ۷۵ مصنفہ مرزا غلام احمد صاحب نبی قادیانی ۱۲ منہ

ع۳ براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۶ مصنفہ مرزا صاحب نبی قادیان ۱۲ منہ

قادیانی مذہب صفحہ ۱۵۴ بحوالہ حقیقۃ الوحی

کی سند کی توثیق میں ابو القاسم قشیری کا کلام ابو اسحاق ثعلبی کے متعلق قبل اس کے گذر چکا۔[۵]
اور آخرت میں باعتقاد ان کے مجسم ہوکر سب کو دکھائی دے گا۔ اور بقدر اپنے اپنے
قرب و منزلت کے کل مسلمان تھوڑا یا زیادہ اوس کو ضرور دیکھیں گے اور اون میں سے بعض
اوس سے باتیں بھی کرینگے [۱] اور ایک گروہ کو جہنم میں ڈالتا جائیگا اور اوس سے
پوچھتا جائیگا کہ تیرا پیٹ بھرا یا نہیں اور وہ کہتی جائیگی کہ اور چاہیئے۔ آخر میں خدا اپنی
ٹانگ اوس میں ڈال دیگا اور پوچھیگا کہ اب کافی ہوا یا نہیں اوس وقت جہنم کہیگی کہ بس کافی ہے[۲]

مقام حشر حضرت امام حسن علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ مقام حشر (یعنی وہ میدان جس میں
حساب و کتاب کے لئے روحیں جمع کی جائینگی) بیت المقدس کی سرزمین ہے [۳] اور اسکی
مؤید سمرہ بن جندب صحابی کی حدیث ہے حضرت سرور عالم سے جسکو مشارق الانوار باب ۶
فصل ا صفحہ ۱۲۷ میں نقل کیا ہے لیکن اہلسنت کی حدیثوں میں جو متعدد سندوں سے مشارق الانوار
باب ۶ فصل ا صفحہ ۱۲۷ اور کنز العمال ذکر قیامت بیان حشر صفحہ ۲۰۰ نمبر حدیث ۲۲۰۶ - اور نہایہ ابن اثیر
لغت حشر میں نقل کی گئی ہیں اس بات کی تصریح کی گئی ہے کہ مقام حشر شام کی زمین
قرار دیجائیگی اور بلحاظ اس کے کہ زمین شام میں شائد ہی کوئی ایسا ٹکڑا مل سکے
جہاں قتل نفس محترم یا دوسری قسم کی بد اعمالیوں میں سے کوئی بد اعمالی واقع نہ ہوئی ہو۔
کیونکہ بادشاہ وہاں کے قریب قریب کل ظالم اور فاسق اور بدکار گذرے ہیں جیسا کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۹) سے جو یقیناً بجنسہ رہی ہوگی کیونکہ خدائی روشنائی تھی) اب تک بعض
کپڑے میاں عبداللہ کے پاس موجود ہیں جن پر وہ بہت سی سرخی پڑی تھی [۵] (اور
پہننے کے لائق باقی نہ رہے تھے اس لئے اُتار کر لوگوں کو دیکھانے کے لئے رکھ دیئے گئے)
اس خدا کے طول ڈول کا خلاصہ [۱] برہما جی کے چار سر ہیں اور اس کے بے شمار [۲] برہما جی کے
چار ہاتھ اور چار پیر ہیں اور اس کے بے شمار [۳] لمبائی اور چوڑائی ہاتھی سے بھی بہت زیادہ [۴] تیندوے
کی طرح پورے بدن بھر سے بڑے بال [۵] ہاتھی کی طرح دو دانت رہ گیا برہما جی کی طرح سونڈ تو اگرچہ مرزا
صاحب نے کی تصریح نہیں کی ہے لیکن ہاتھی کے دانت چاہتے ہیں کہ سونڈ بھی ہو اگر مرزا صاحب اس عجیب الخلقت
خدا کا مجسمہ تیار کراتے تو دنیا کے عجائبات میں غیر معمولی تعجب کی نگاہ سے دیکھا جاتا اور کمپنی کے عجائب خانہ
ہزاروں روپیہ قیمت میں لے جاتے۔ موقع اب بھی ہاتھ سے نہیں گیا ہے۔ بس تمام کند ۱۲ منہ

[۱] مشارق باب ۹ فصل ۳ صفحہ ۱۳۲ چھاپہ مصر ۱۲ منہ
[۲] کنز العمال جلد ۷ ذکر قیامت بیان دوزخ صفحہ ۲۴۴ نمبر حدیث ۲۴۸۶ بروایت ابوہریرہ وصفحہ ۲۴۹ نمبر حدیث ۲۷۶۴ بروایت انس بن مالک صحابی ۱۲ منہ
[۳] صفحہ ۸ کلزیان مذہب صفحہ ۱۵۶ بحار الزیاق
[۴] (حاشیہ) بیت المقدس اور شام ...
[۵] القلوب صفحہ ۳۴ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۰ مصنفہ مرزا صاحب نبی قادیان ۱۲ منہ
[۶] صفحہ ۵۳ تفسیر صافی شرح آیہ مرقومہ چھاپہ ایران صفحہ ۲۶ ۱۲ منہ

شہر اریحا کے بیان میں ذکر کیا گیا اور بلحاظ اس کے کہ بنسبت دوسری جگہوں کے حق شناسی کے ساتھ ارکین وہ مربیان اسلام کو تباہ و برباد کرنے والے ظالموں کی تعداد وہاں بہت زیادہ گذری ہے۔ ان حدیثوں کے مضمون کو دو وجہوں سے عقل بھی تجویز کرتی ہے۔ ایک اس وجہ سے کہ سرزمین کی تحقیقات مجرم کی زبان بندی میں زیادہ دخل رکھتی اور اوس کے عذر کو قطع کر دیتی ہے۔ اور دوسرے اس وجہ سے کہ حضرت سرور عالم اور اہلبیت اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام سے متعدد حدیثیں اس مضمون کی نقل کی گئی ہیں کہ اولاد حضرت آدم کے اچھے اور برے اعمال پر جہاں اون کے کندھوں کے فرشتے اور اعضاء بدن گواہی دینگے وہاں زمین کا وہ حصہ بھی گواہی دیگا جس پر عمل کیا اور سرزمین شام کے محشر قرار پانے کی تائید وہ حدیث بھی کر رہی ہے جس میں حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ خداوند عالم آسمانوں کو اپنے داہنے ہاتھ سے لپیٹیگا اور زمین کو بائیں ہاتھ سے اوس کے بعد فرمائیگا کہ اَنَا الْمَلِکُ (آج کے دن میں بادشاہ ہوں اَیْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَیْنَ الْمُتَکَبِّرُوْنَ آج کہاں ہیں ظالم بادشاہ آج کہاں ہیں غرور اور (حقداروں پر) بڑائی کرنے والے بادشاہ (جو اس سرزمین پر متمردانہ اور سرکشانہ چالیں چل رہے تھے) لیکن چونکہ دونوں جگہوں کے محشر قرار پانے کے متعلق حدیثیں بسند متعدد نقل کی گئی ہیں۔ اور اصول فقہ کا قاعدہ ہے کہ اَلْجَمْعُ مَھْمَا اَمْکَنَ اَوْلٰی مِنَ الطَّرْحِ یعنی جب تک دونوں دلیلوں کے مضمون کو قبول کرنا ممکن ہو اون کو قبول کرنا ایک کو چھوڑ دینے سے بہتر ہے اور یہاں جمع کرنا ممکن بھی ہے اسلیئے دونوں ہی کو قبول کرلینا مناسب ہے بیان جمع یہ ہے کہ بیت المقدس انبیاء اور اوصیاء کی جگہ تھی اور شام ظالم پیشواؤں کی پس انبیاء، اور اوصیاء اپنے تابعین اور پیرووں کے ساتھ بیت المقدس میں جمع کئے جائینگے اور فاسق و بدکار پیشوا اپنے ماننے والوں کے ساتھ شام میں۔

باطنی تفسیر اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ

مولانا ابوالحسن شریف نجفی اور مولانا محمد باقر مجلسی علیہما الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ ذیل کی آیتوں میں مَآ اُنْزِلَ اور اَلَّذِیْ اُنْزِلَ اور مَآ اُنْزِلَ لَنَا اور مَا نَزَّلْنَا وغیرہ سے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت، امامت مقصود ہے وہ آیتیں یہ ہیں۔ سورہ بقرہ کی آیت اَنْ یَّکْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ اور اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا

نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا اور سورہ نساء کی آیت اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْنَا[عہ] اور سورہ مائدہ کی آیت بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ[ف] اور سورہ مائدہ کی آیت لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ۔ اور وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ۔ اور يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ[ف] مولانا ابو الحسن شریف اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ جس طرح ان آیتوں میں مَآ اُنْزِلَ وغیرہ سے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت اور امامت مقصود ہے اوسی طرح کل اون آیتوں میں بھی جو اسکی مثل ہیں یہی معنی مقصود ہے اور یہی چیز حضرت سرور عالم اور کل اون انبیاء پر اُتاری گئی جو حضرت سے پہلے گذرے ہیں۔ پس اس بیان سے معلوم ہوگیا کہ میں جس آیت کی تفسیر میں مشغول ہوں یعنی وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ[ف] میں بھی حضرت علیؑ کی ولایت و امامت ہی مقصود ہے۔ تنبیہ :۔ حدیث صحیح میں (جو اس کے بعد بالآخرۃ کی تفسیر میں ذکر کی جائیگی) حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ کسی نبی کو خدا نے نبی نہیں بنایا جب تک کہ حضرت سرور عالم کی رسالت اور حضرت علیؑ کی وصایت کے برحق ہونے کا اقرار نہ لے لیا۔ اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ[ف] کا عطف تفسیر[ف] ہے اور اصل اوسکی وَمَآ اُنْزِلَ اِلَى الْاَنْبِيَآءِ الَّذِيْنَ كَانُوْا قَبْلَكَ[ف] سے (تفسیر کبیر جلد ا صفحہ ۱۶۹ مسئلہ ثالثہ) اور مقصود پروردگار یہ ہے کہ متقی ایمان رکھتے ہیں وصایت علیؑ پر جو تم پر اور تم سے اگلے انبیاء پر نازل

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۱) [عہ] بُری ہے وہ چیز جس سے اونھوں نے اپنے نفسوں کو خرید ا ہے وہ یہ کہ کفر کریں اوس چیز کے ساتھ جسکو خدا نے اُتارا ہے ۱۲ منہ [عہ] اگر تم کو شک ہے اوسمیں جسکو ہم نے اپنے بندے پر اُتارا ۱۲

[عہ] اوس پر ایمان لاؤ جسکو میں نے اُتارا ۱۲ منہ [عہ] اے رسول پہونچادو اوس کو جس کو میں نے تم پر اتارا ۱۲ منہ

[عہ] تم کسی دین پر نہیں ہو جب تک کہ (اصلی) توریت اور انجیل کو اور اوسکو اختیار نہ کرو جو تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی طرف سے اُتاری گئی ۱۲ منہ [عہ] اگر وہ لوگ (اصلی) توریت اور انجیل کو اور اوسکو اختیار کرتے جو اونکے پروردگار کی طرف سے اونکی طرف اُتاری گئی ۱۲ منہ [عہ] اس نمبر کا ترجمہ نمبر [عہ] میں گذرا ۱۲ منہ

[عہ] جب ایک حکم میں چند چیزوں کی شرکت اور برابری ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے تو اون کے درمیان میں عربی اور فارسی زبان میں (و) لاتے ہیں اور اردو زبان میں (اور) اور اس (و) کو حرف عطف کہتے ہیں اور جو لفظ یا جملہ اس سے پہلے ہوتا ہے اوسکو معطوف علیہ کہتے ہیں اور اس کے بعد کے لفظ یا جملہ کو معطوف۔ اور عطف کی ایک قسم عطف تفسیر ہے جسمیں معطوف اپنے معنی کو بیان کرتا ہے جسکو معطوف علیہ بیان کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اس عطف کو عطف تفسیر کہتے ہیں کیونکہ تفسیر کا معنی بیان کرنا ہے ۱۲ منہ

مقدمہ تفسیر مشکوٰۃ الانوار صفحہ ۲۱ حرف نون بعنوان منزل ۱۲ منہ

بحار الانوار جلد ۷ صفحہ ۲۱۲ باب جوامع تاویل ۱۲ منہ

لہ مقدمہ تفسیر مشکوٰۃ الانوار صنف حرف الف بنیت الآخرۃ

کی گئی اسی بنا پر اقامت توریت و انجیل سے بھی مقصود اسی وصایت کا اعتقاد اور اقرار کرنا اور اوس پر باقی رہنا ہوگا کیونکہ توریت اور انجیل کے کل احکام پر عمل کرنا یقیناً مقصود نہیں ہے اس لئے کہ دین اسلام اون دینوں کا ناسخ ہے اور دین کے منسوخ ہونے سے بجز امر ولایت و وصایت کے باقی احکام بھی منسوخ ہوگئے اور ولایت کے منسوخ نہ ہونے کو یہ آیت صاف بتا رہی ہے۔ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ مولانا ابوالحسن تحریر فرماتے ہیں کہ لفظ آخِرَة سے تین معنی مراد لئے گئے ہیں ۱ امام اول حضرت علیؑ کے بعد کے گیارہ ائمہ علیہم السلام ۲ حضرت سرورؐ عالم اور (گیارہ) ائمہ علیہم السلام کی امامت یعنی عام یعنی پیشوائی خلق ۳ ان حضرات علیہم الصلوٰۃ والسّلام کی رجعت اور بادشاہت لہ پس اس بنا پر اس آیت کا معنی یہ ہوگا کہ متقین کی اون تین صفتوں کے علاوہ جو اوپر ذکر کی گئیں یعنی ۱ غیب پر ایمان رکھنا ۲ نماز پڑھنی ۳ راہ خدا میں خرچ کرنا) اونکی چوتھی صفت یہ ہے کہ حضرت سرورؐ عالم اور امیر المومنین علی بن ابی طالب اور باقی گیارہ ائمہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی امامت اور پیشوائی خلق اور ان حضرات کی رجعت اور رجعت کے بعد ظاہری بادشاہت کا یہ لوگ یقین رکھتے ہیں یہی لوگ اوس راہِ حق پر ہیں جس کو ان کے پروردگار نے انکو بتایا ہے اور آخرت میں انھیں کے لئے نجات اور بھلائی ہے۔ تنبیہ: لفظاً آخرت جو لفظ آخر کا مونث ہے اوس کے رجعت اور امامت کی صفت قرار پانے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کیونکہ یہ دونوں لفظ بھی مونث ہیں۔ رہ گیا لفظ ائمہ کی صفت قرار پانا تو وہ بھی اعتراض سے پاک ہے کیونکہ لفظ ائمہ علاوہ اس کے کہ لفظاً مونث ہے لفظ امام کی جمع ہے اور جمع مونث کے حکم میں ہوتی ہے۔ اس لئے لفظ آخرت اسکی بھی صفت ہوسکتی ہے

حدیثین

بطریق شیعہ | يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ ۱ بسند صحیح محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام نے کلام پروردگار وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ

ے اگرچہ کل وہ چیزیں جو حضرت سرورؐ عالم پر اُتاری گئیں لفظ مَآ اُنْزِلَ وغیرہ کے عموم میں داخل ہیں لیکن ایک ۱ تو اصول دین (جس کا ایک جز اہلبیتؑ کی امامت ہے) فروع دین پر مقدم ہے کیونکہ بغیر

(سورہ مائدہ آیت ۷۰) میں ما انزل سے مقصود ولایت یعنی امامت ہے ۱؎ مراد پروردگار یہ ہے کہ اگر مسلمان (اصلی) توریت اور انجیل کی حقیت اور اہلبیت اطہار کی امامت کے اعتقاد اور اقرار پر جو انکے پروردگار کی طرف سے ہے قائم ہوتے تو نعمتیں اس قدر پھٹ پڑتیں کہ وہ اپنے اوپر سے بھی کھاتے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے بھی یعنی آسمان اپنی نعمتوں کو برساتا اور زمین اپنی نعمتوں کو اوگل دیتی (جیسا کہ حضرت امام آخر الزمان علیہ السّلام کے ظہور اور زمین پر ایک ملت و مذہب حق کے جاری و ساری ہو جانیکے بعد ہوگا) ۲؎ بسند معتبر فضیل حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ کلام پروردگار لَسۡتُمۡ عَلٰی شَیۡءٍ حَتّٰی تُقِیۡمُوا التَّوۡرٰىةَ وَالۡاِنۡجِیۡلَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکُمۡ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ۔ اور یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ (پ ۶ سورہ مائدہ آیت ۷۱) میں ما انزل سے مقصود ولایت یعنی امامت ہے ۳؎ مراد پروردگار یہ ہے کہ تم لوگ کسی دین پر نہیں ہو جب تک کہ (اصلی) توریت اور انجیل کی حقیت اور اہلبیت اطہار کی امامت کا اعتقاد نہ کرو اور اوس پر قائم نہ ہو جاؤ جو تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے۔ اور اے رسولؐ وصایت علیؑ جس کے اعلان کا میں نے تم کو حکم دیا ہے اوسکو مسلمانوں تک پہونچا دو ۴؎ بسند صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے آیت اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡنَا کی تفسیر میں اور ۵؎ بسند معتبر اونھیں حضرتؑ سے آیت اَنۡ یَّکۡفُرُوۡا بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ اور اِنۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ رَیۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰی عَبۡدِنَا کی تفسیر میں اور ۶؎ بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کلام پروردگار اٰمِنُوۡا بِمَا نَزَّلۡنَا اور کَرِهُوۡا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۳) اصول دین کو مانتے ہوئے کل اعمال بیکار ہیں اور اصول دین کا معتقد فاسق یعنی بد اعمال اپنی بداعمالی کی سزا جھیلنے کے بعد یقیناً بخشا جائیگا اور دوسرے امت محمدی نے مایۂ نجات یعنی قرآن اور اہلبیت میں سے ایک اختیار کیا اور دوسرے کو نہ صرف چھوڑ دیا بلکہ اونکی دشمن ہوگئی اور مذہب حق کے کنارے پہونچکر پرک گئی اس لئے خدا و رسولؐ کو ائمہ کی امامت کے بیان میں تاکید اور اہتمام کرنیکی ضرورت پڑی اور بے شمار آیتیں اور حدیثیں اونکے درمیان میں ڈالدی گئیں۔ یہی تاکید اور اہتمام اسکا سبب ہوئے کہ خدا نے الفاظ ما انزل وغیرہ کا باطنی معنی صرف امامت اہلبیت علیہم السّلام کو قرار دیا اور لفظ عام کو خاص معنی میں خصوصیت کے ساتھ مجازاً استعمال کیا ۱۲ منہ

عـــہ ناپسند کیا لوگوں نے اوس چیز (یعنی ولایت اور امامت علیؑ) کو جس کو خدا نے اتارا ہے **اوپر کی آیتوں** کا ترجمہ قبل اس کے ذکر کیا جاچکا ہے۔ اس وجہ سے یہاں چھوڑ دیا گیا ۱۲ منہ

مَا نَزَّلَ اللّٰہُ کی تفسیر میں مَا اُنْزِلَ اور مَا اَنْزَلَ اور مَا نَزَّلْنَا اور مَا نَزَّلَ سے مقصود ائمہ علیہم السّلام کی ولایت اور امامت ہے ؎۱ وَ بِالْاٰخِرَۃِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ؎۱ بسند صحیح ابان بن تغلب بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے کلام پروردگار وَ وَیْلٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ عہ الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَۃِ هُمْ کَافِرُوْنَ (پ۲۴ سورہ فصلت آیت ۵و۶) کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ ہلاکت ہے اون لوگوں کے لئے جنہوں نے غیر حقداروں کو امامت میں امام اوّل (حضرت علی علیہ السّلام) کا شریک بنایا اور ان کے بعد کے گیارہ ائمہ علیہم السّلام کی امامت کو نہ مانا ؎۱ زکوٰۃ نہ دینے سے مقصود ائمہ برحق کی امامت کو جیسا کہ چاہیئے نہ ماننا اور اونکی اطاعت و فرماں برداری نہ کرنی ہے جو شرک و نفاق سے نفس کو پاک کرتی اور اعمال کے مقبول اور فائدہ مند ہونے کا ذریعہ ہے ؎۲ بسند معتبر مفضل بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اور ؎۳ بسند صحیح محمد بن فضیل حضرت امام موسٰے کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان دونوں بزرگواروں نے کلام پروردگار وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰے (پ۳۰ سورہ اعلےٰ آیت ۱۷و۱۸و۱۹) کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت و وصایت اگلے کل انبیاء اور حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسٰیؑ کے صحیفوں میں لکھی ہوئی ہے اور کسی ؎۴ نبی کو خدا نے نبی نہیں بنایا جب تک کہ اس امر کا اقرار نہ لے لیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ کی نبوت اور حضرت علی علیہ السلام کی وصایت برحق ہے ؎۵ اس آیت میں

عہ شرک کا معنی غیر حقدار کو حقدار کا کسی امر میں شریک کر دینا ہے اور چار طرح کا ہوتا ہے ؎۱ شرک فی الالوہیہ یعنی خدا کی خدائی میں غیر خدا کو شریک کرنا یعنی خدا کہنا ؎۲ شرک فی الرسالۃ یعنی حضرت رسولؐ کی رسالت میں غیر رسول کو شریک کرنا یعنی رسول کہنا ؎۳ شرک فی الامامۃ یعنی ائمہ برحق کی امامت میں غیر حقدار کو شریک کرنا یعنی پیشوا سمجھنا ؎۴ شرک فی العبادۃ یعنی خدا کی اطاعت و عبادت میں غیر خدا کو شریک کرنا یعنی اوسکی اطاعت کرنی یا اوسکو دیکھانے سُنانے یا خوش کرنے کی غرض سے عبادت کرنی اور اس آیت میں مقصود تیسرا معنی ہے۔ پہلی دونو قسموں کے مشرک کافر کہلاتے ہیں اور نجس ہیں اور آخری دونوں قسموں کے مسلمان کہلاتے ہیں اور پاک ہیں بجز ناصبی اور خارجی اور غالی اور مرتد کے معنی اس آیت کا یہ ہے کہ جہنم ہے اون مشرکوں کے لئے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے ساتھ کافر ہیں یعنی اسکو نہیں مانتے ۱۲ عسہ اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی چیز ہے تحقیق کہ یہ اگلے صحیفوں یعنی

؎۱ اصول کافی باب آیات ولایت صفحہ ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ چھاپہ لکھنؤ ۱۲ منہ

؎۲ بحار الانوار جلد ۷ باب وجوب معرفت امام ۲۶ و تفسیر علی بن ابراہیم قمی علیہ الرحمہ و باب فرض الصلوٰۃ و الزکوٰۃ صفحہ ۲۱۲ جلد ۱۶ و کنز جامع الفوائد ۱۲ منہ

؎۳ اس مضمون کی حدیث بطریق اہلسنت اس کے بعد آئیگی ۱۲

؎۴ تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۱۱۸۵ در تفسیر سورۂ اعلےٰ بحوالہ کافی ۱۲ منہ

لفظ آخرت سے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی وصایت اس وجہ سے مراد کی گئی ہے کہ کل احکام کے بیان کے بعد حضرت سرورِ عالم نے مقام غدیر خم میں حضرت کی وصایت کا اعلان کیا اور کل صحابہ سے بیعت لی اور سب کو حکم دیا کہ حضرت کو امیرالمومنین کہکر سلام کریں۔ اس کے قبل حضرت نے اعلان نہیں کیا تھا اور نہ بیعت لی تھی بلکہ صرف قابلیت اور استحقاقِ خلافت کو بیان فرماتے رہتے تھے چنانچہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے جب زندیق نے پوچھا ہے کہ کلامِ خدا قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ سے کیا مراد ہے (پ۲۲ سورہ سبا آیت ۴۵) تو حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ جب لوگوں سے خدا کی وحدانیت اور اپنی رسالت کا اقرار لے چکے اور نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ کا وجوب بیان فرماچکے تو منافقوں نے حضرتؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے خدا کا کوئی حکم اس کے علاوہ بھی باقی رہ گیا ہو تو بیان کر دیجئے تاکہ ہم لوگ مطمئن ہو جائیں کہ اب کچھ باقی نہیں رہا۔ تو حضرتؐ پر وحی ہوئی کہ ان سے کہو کہ اب صرف ایک چیز کی تم کو ہدایت کرتا ہوں اور وہ میرے بھائی علی بن ابیطالبؑ کی وصایت و خلافت ہے۔ پھر آیت اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ نازل کی (پ۶ سورہ مائدہ آیت ۶۰) اگر خداوند عالم واحدۃ کی جگہ پر ولایۃ علیؑ فرماتا تو یہاں قرآن

(بقیہ حاشیہ ص۱۴۵) حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسےٰ کے صحیفوں میں لکھا ہوا ہے ۱۲ منہ

عہ ان سے کہو کہ تم کو صرف ایک چیز کی ہدایت کرتا ہوں ۱۲ منہ عہ تمہارے مالک اور سردار صرف خدا ہے اور اسکے رسولؐ اور وہ (علیؑ) جو ایمان لائے اور نماز پڑھتے اور رکوع کی حالت میں زکوٰۃ (صدقہ) دیتے ہیں

تنبیہ: اس آیت میں حصر ان لوگوں کے مقابل میں ہے جنہیں دینی سرداری کی قابلیت نہ تھی اور بزرگی ظاہر کرنے کے لئے ایک شخص کے لئے جمع کے الفاظ کا استعمال کثرت سے جاری ہے قرآن اور حدیث اور عام اہل زبان کے محاوروں میں اسکی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ اسی دستور کے مطابق خداوند عزیز نے بھی حضرت علی علیہ السلام کی بزرگی ظاہر کرنے کی غرض سے اس آیت میں الذین امنوا وغیرہ جمع کے الفاظ استعمال کیا ہے اور یہ آیت حضرتؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے کیونکہ اس طرح سے صدقہ کسی نے نہیں دیا ۱۲ منہ

عہ یہ شبہ نہ کرنا چاہیے کہ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ سورہ سبا میں ہے جو مکی ہے اور اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ سورہ مائدہ کی ساٹھویں آیت ہے اور بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اُنہترویں اور اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ پانچویں ہیں کیونکر ہو سکتا ہے کہ اَعِظُكُمْ کل احکام کے بعد نازل ہوا ہو اس کے بعد اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ اس کے بعد بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ

ربیع الابرار ص۱۵ مطبوعہ سنہ ۱۳۲۰ھ اور بھی مضمون کی حدیث بطریق اہلسنت ۱۲

بہت سی آیتیں (فضائل اہلبیت کی) نکال دیگئیں یہ بھی نکال دی جاتی ۔ اس واسطے خدا نے اشارہ میں اس کو ادا فرمایا تاکہ تم تک پہونچ جائے اور اس کے بیان کے بعد خداوند عالم نے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ارشاد فرمایا[۱] (پ ۶ سورہ مائدہ آیت ۵) یعنی آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو پورا کردیا اور اپنی (دینی) نعمت تم پر ختم کردی اور اسلام (بمعنی خاص یعنی ایمان) کو تمہارے لئے دین پسند کیا[۲] حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کلام پروردگار وَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ کی تفسیر میں اور[۵] حضرت امام محمد باقر یا حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام کلام پروردگار وَمَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰى کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ آخرت سے رجعت یعنی حضرت سرور عالمؐ اور ائمہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کا دنیا میں تشریف لانا مقصود ہے[۶] حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کلام پروردگار وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰى کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ آخرت سے حضرت سرور عالمؐ کا دنیا میں پھر تشریف لانا مقصود ہے[۷] بسند معتبر جابر جعفی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے آیہ کریمہ کَلَّا بَلْ لَّا یَخَافُوْنَ الْاٰخِرَۃَ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ آخرۃ سے امام آخر الزمان قائم آل محمد صلے اللہ علیہم اجمعین کی سلطنت و بادشاہت مقصود ہے[۸] مقبولہ علی بن ابی حمزہ میں آیہ کریمہ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْ نَّصِیْبٍ کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۶) اوس کے بعد اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ ۔ کیونکہ آخری تینوں آیتیں ایک ہی سورہ میں واقع ہیں جو معنی ہے اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ استحقاق اور نامزد ہونے کو بیان کرتی ہے اور بلغ ما انزل قائم مقام کر دینے کو جس کو چار صحابی اور ایک معصوم نے بیان کیا ہے[۹] رہ گئی ترتیب تو میں ستائیسویں مقدمہ میں لکھ آیا ہوں کہ قرآن مجید کے نہ تو سورے نزولی ترتیب پر باقی ہیں نہ آیتیں اور جب بلغ اور اکملت غدیر خم میں آخر میں نازل ہوئی تو یقیناً اعظلم بو احدۃ سے اس کے سوا دوسری چیز مراد نہیں ہوسکتی ۱۲ منہ

آیتوں کے معانی [۱] جو لوگ ایمان نہیں لاتے آخرت پر ۱۲ [۵] جو شخص اس دنیا میں (مذہب کے بارے میں) اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہیگا ۱۲ [۶] آخرت والی (دوبارہ) زندگی تمہاری اس پہلی زندگی سے بہتر ہوگی ۱۲ منہ [۷] ایسا نہیں ہے بلکہ یہ سب آخرت سے ڈرتے نہیں ہیں ۱۲ منہ [۸] ایسے شخص کے لئے آخرت سے کوئی حصہ نہیں ۱۲ منہ

[۹] چونکہ اس حدیث کے راوی یعنی ابو بصیر دونوں بزرگوار کے شاگرد تھے اس لئے جس حدیث کے متعلق اونکو معین طور یاد نہ تھا کہ کس امام سے لیا ہے اوس کو خود ابو بصیر نے دونوں بزرگوار سے بتردید روایت کیا جس حدیث جس امام سے بھی ہو بہرحال حجت ہے کیونکہ ابو بصیر خود بھی معتبر اور جلیل القدر ہیں اور حدیث کو معصوم سے لینا بھی معلوم ہے ۱۲ منہ

روایت جماعت نے بیان کیا ہے

[۱] احتجاج طبرسی علیہ الرحمہ ۱۲۸ چھاپہ ایران [۵] مقدمہ تفسیر مشکوٰۃ الانوار سنہ [۵] در تعنت آخرۃ بحوالہ تفسیر عیاشی و تفسیر قمی و کتاب رجعت چونکہ یہ کتابیں موجود نہیں ہیں اسلئے ان تینوں حدیثوں کی سندیں معلوم نہ ہو سکیں کہ کیسی ہیں [۳] بحار الانوار جلد ۱۳ باب رجعت ۲۲ بحوالہ کنز جامع الفوائد ۱۲ منہ [۸] تفسیر اتقان جلد ۱ ص ۲۸ چھاپہ مصر نوع ثامن بیان آخر ما نزل ۱۲ منہ

علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ آخرۃ سے قائم آل محمدؐ امام آخر الزمان کی برحق بادشاہت مقصود ہے[۵۱]
تنبیہ ان آیتوں میں لفظ آخرۃ سے تین معنی مراد لئے گئے ہیں اور قرآن مقدس میں اس قسم کی آیتیں بہت ہیں جنمیں ایک لفظ سے متعدد معانی مراد لئے گئے ہیں اور یہ اوسکی خوبیوں سے ہے اور اسی وجہ سے وہ جوامع الکلم کہلاتا ہے۔ ملاحظہ ہو چوبیسواں اور چھبیسواں مقدمہ ص۱۷۲ سے ۱۷۶ تک۔

بطریق اہلسنت [۵۱] امام اہلسنت فاضل نیشاپوری حسن بن محمد لکھتے ہیں کہ ابو سعید خدری صحابی نے بیان کیا کہ آیت کریمہ یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ (پ۶ سورہ مائدہ آیت ۷۱) یعنی اے رسولؐ پہونچا دو اوس چیز (ولایت و امامت علیؑ) کو جو تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے اُتاری گئی۔ حضرت علی علیہ السلام کی فضیلت میں (یعنی امامت کے بارے میں جو بہترین فضائل ہے) غدیر خم کے دن اتاری گئی پس حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ نے اونکا ہاتھ پکڑکر (اونکو اوٹھایا) اور ارشاد فرمایا کہ میں جس کا مولا (آقا اور سردار) ہوں یہ علی (علیہ السلام) بھی اوس کے مولا ہیں پروردگارا دوست رکھ اوسکو جو انکو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو ان سے دشمنی رکھے پس حضرت عمر اون کے پاس آئے اور کہا کہ اے علیؑ مبارک ہو تم کو کہ آج تم میرے اور کل مومن اور مومنہ کے مولا (آقا اور سردار) ہو گئے[ع۵]۔ اور (بحر العلوم) ابن عباس صحابی جلیل اور براء بن عازب صحابی جلیل اور (حضرت امام) محمد بن علی (الباقر علیہ السلام) نے بھی یہی بیان فرمایا ہے [۵۲] **اور ملا سلیمان بلخی حنفی** قندوزی لکھتے ہیں کہ اس حدیث کو امام ابو اسحاق ثعلبی نے (جنکی جلالت قدر اور اعتبار لفظ آخرت کی تفسیر میں بطریق اہلسنت

[۵۱] بحار الانوار جلد ۷ باب جامع تاویل ص۲۲۸ بحوالہ اصول کافی ۱۲
[۵۱] تفسیر غرائب القرآن مصنفہ فاضل نیشاپوری جلد ۲ ص۳۳۵ چھاپہ ایران ۱۲ منہ

ع۵ یہ لفظ اس بات کو ظاہر کررہا ہے کہ اوس روز حضرت کے لئے وہ چیز حاصل ہوئی جو اوس سے پہلے حاصل نہ تھی پس اگر مولا کا معنی دوست لیا جائے تو بہت بڑی بات جو لازم آئیگی وہ یہ ہے کہ کل صحابہ عموماً اور حضرت عمر خصوصاً اوس دن مومن نہ تھے کیونکہ بہت سی معتبر حدیثیں اس مضمون کی ہمارے ہاتھوں میں موجود ہیں کہ صحابہ کہا کرتے تھے کہ ہم لوگ مومن کو علیؑ کی محبت سے پہچانا کرتے ہیں پس اگر آج دوست ہوجانا مراد لیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ اوس دن تک صحابہ حضرت علیؑ کے دوست نہ تھے اور جب دوست نہ تھے تو مومن بھی نہ تھے اور یہ ایسی بات ہے جس کو مسلمان مان نہیں سکتے

حدیث نمبر ۱۲ کے ذیل میں تھوڑا قبل اس کے گذر چکی) عبد اللہ بن عباس اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور ابن صباغ مالکی نے ابوسعید خدری سے اور علامہ حموینی نے ابوہریرہ سے نقل کیا ہے [۱] پس حاصل یہ ہوا کہ اس آیت کے غدیر خم میں حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہونے پر چار جلیل القدر صحابی [۱] ابوسعید خدری [۲] عبد اللہ بن عباس [۳] براء بن عازب [۴] ابوہریرہ - اور ایک معصوم یعنی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام پانچ بزرگوں کا اتفاق ہے فاضل نیشاپوری نے اس آیت کے نازل ہونے کے چند سبب اور بھی لکھے ہیں۔ لیکن سب کو رُوِیَ اور قِیلَ کر کے ذکر کیا ہے اور یہ قاعدہ مشہور ہے کہ جیسے کلام کی کمزوری کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہوتا ہے تو اوس کو فعل مجہول یعنی رُوِیَ یا قِیلَ (نقل کیا گیا ہے۔ کہا گیا ہے) کے ساتھ ذکر کرتے ہیں انھیں کمزور سببوں میں سے ایک سبب بی بی عائشہ نے بیان کیا ہے۔ اور ایک حسن بصری نے (ان سببوں کو میں انشاء اللہ تعالٰی اس آیت کی تفسیر میں سورہ مائدہ میں لکھوں گا) لیکن ان لوگوں کا حضرت علی علیہ السلام کی فضیلتوں کو چھپانا اور جو آیتیں حضرت سے تعلق رکھتی ہیں ان کو دوسرے معانی پر ڈھالنا تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ حضرتؑ سے بی بی عائشہ کی عداوت چھپی ہوئی چیز نہیں ہے - ان کے دل میں حضرت کی طرف سے اس قدر خلش تھی کہ حضرتؑ کا نام لینا بھی ان کو گوارا نہ تھا [۳] حضرت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا سے لڑیں [۴] معصومہ نے اپنے جنازہ کی شرکت سے ان کو روک دیا اس وجہ سے شرکت سے روک دی گئیں [۵] جناب خدیجہ علیہا السلام کی بھلائیوں کا ذکر و چرچا ان کو پسند نہ تھا [۶] حضرت امام حسن علیہ السلام کے جنازہ پر تیر برسوائے [۷] اور حسن بصری کے متعلق ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام سے منحرف تھے اور اہل سنت کے دو امام ایک ابن حجر عسقلانی دوسرے ذہبی لکھتے ہیں کہ بہت تدلیس کیا کرتے تھے اور جن لوگوں کو دیکھا

---

[۳] صحیح بخاری جلد ا کتاب الصلوۃ باب اذا اقیمت الصلوۃ صـ ۹۳ سطر ۱۰ چھاپہ بمبئی ۱۲ منہ امام ابن حجر فتح الباری شرح بخاری میں اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ عائشہ حضرت علیؑ کا ذکر خیر پسند نہیں کرتی تھیں (الشافی) جلد ۲ صـ ۲۳۹ بحوالہ فتح الباری وغیرہ) ۱۲ منہ [۴] کلید مناظرہ صـ ۲۰۰ بحوالہ جذب القلوب مصنفہ محدث دہلوی شاہ عبد الحق ۱۲ منہ [۵] کنز العمال جلد ۷ ذکر موت فاطمہ علیہا السلام صـ ۱۱۳ ۱۲ منہ [۶] صحیح بخاری جلد باب تزویج بنت باخدیجہ صـ ۰ ۱۲ منہ [۷] روضۃ الاحباب حال وفات امام حسن ۱۲ منہ

بھی نہ تھا اوس کی طرف نسبت دیکر بغیر واسطہ کے حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔ اور تدلیس
کی یہ بدتر صورت ہے جو راوی کی بے اعتباری اور روایت کی کمزوری کا بہت بڑا سبب ہے
پس ترجیح اوسی کو ہے جسکو چار جلیل القدر صحابی اور ایک معصوم نے بیان کیا ہے۔
اور اس بیان کا حاصل یہ ہے کہ اس آیت غدیریں مَاۤ اُنْزِلَ سے حضرت علی علیہ السلام
کی ولایت اور امامت مقصود ہے اور اس آیت میں اور آیہ کریمہ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ
بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْکَ میں (جسکی تفسیر میں مشغول ہوں) دو چیزیں ذکر کی گئی ہیں ایک
بَلِّغْ جو حکم ہے اور یُؤْمِنُوْنَ جو متقین کی صفت ہے دوسرے مَاۤ اُنْزِلَ۔ بَلِّغْ اور
یُؤْمِنُوْنَ دو جملے مستقل ہیں جنکے نہ تو مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْکَ کے ساتھ رکھنے سے اوس کے معنی
میں کوئی فرق آتا ہے اور نہ جدا کر دینے سے اس لئے ان لفظوں کو ہماری غرض یعنی مَاۤ اُنْزِلَ
اِلَیْکَ کے معانی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور ہماری بحث میں جو چیز فائدہ دینے والی ہے
وہ مَاۤ اُنْزِلَ وغیرہ کے معانی ہیں۔ اور اس کے قبل جن آیتوں کو میں
لکھ آیا ہوں اون میں سے بعض میں مَاۤ اُنْزِلَ ہے اور بعض میں مَا نُزِّلَ اور بعض میں
مَاۤ اَنْزَلْنَا اور بعض میں مَا نَزَّلْنَا اگرچہ ان تعبیروں میں صیغے بدلے ہوئے ہیں لیکن
معنی سب کا ایک ہی ہے یعنی جو چیز اُتاری گئی یا جس چیز کو اُتارا۔ اور یہ الفاظ
قرآن مجید کے اکثر سوروں مکی۔ مدنی۔ حضری۔ سفری سب میں موجود ہیں اور مولانا
ابوالحسن شریف کی تحریر گذر چکی کہ یہ الفاظ قرآن میں جس قدر ہیں سب کا باطنی
معنی ولایت و امامت اہلبیت ہے اور ان کل الفاظ کو بصیغہ ماضی عہ ذکر کرنا اس امر کو ظاہر
کر رہا ہے کہ جو چیز اُتاری گئی تھی اوس کے اُتارے جانے کا زمانہ ان الفاظ کے اُترنے سے
پہلے تھا اور اہلسنت کی حدیثوں اور مذہبی تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء نزول
وحی کے بعد تین سال تک نزول قرآن کا سلسلہ بند رہا چوتھے سال کے شروع میں تبلیغ
کا حکم ہوا فَاصْدَعْ عہ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (پ ۱۴ سورہ حجر آیت ۹۴)

عہ جو گذرے ہوئے زمانہ کو بتاتا ہے ۱۲ منہ

عہ یہ وسوسہ نہ ہو کہ یہ سورے جن میں یہ تینوں آیتیں مذکور ہیں قرآن کے درمیان میں واقع ہیں اور یہ
آیتیں اون سوروں کے درمیان میں۔ اس لئے نزول قرآن کی ابتداء ان سے نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ قرآن مجید کے
نہ تو سورے نزولی ترتیب پر باقی ہیں نہ آیتیں (ملاحظہ ہو ستائیسواں مقدمہ صفحہ ۱۸۱ سے ۱۹۳ تک ۱۲ منہ

یعنی خلق کو دعوت دینے کا حکم میں نے تم کو دیا ہے اوس کو ظاہر کرو اور مشرکوں کی طرف توجہ نہ کرو۔ پس حضرتؐ نے اسلام کی طرف کفار کو بلانا شروع کیا۔ اوس کے بعد کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور کفار قریش کو بلایا اور اپنی رسالت کو ظاہر فرمایا اور اس آیت کی تلاوت کی قُلْ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (پ ۹ سورۃ اعراف آیت ۱۵۷) اس کے بعد انھیں دنوں میں یہ آیت نازل ہوئی وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ (پ ۹ سورۃ شعرا آیت ۲۱۴) سلہ پس حضرتؐ نے اولاد عبد المطلب کو جمع کرکے تین دن اونکی دعوتیں کیں کھانے سے فرصت کرکے ہر روز جو بات حضرت نے اون سے فرمائی وہ یہ تھی کہ تبلیغ رسالت میں مددگار کا محتاج ہوں تم میں سے کون ایسا ہے جو میرا ہاتھ بٹائے

سلہ روضۃ الاحباب جلد ۱ ص۸۱ تا ۸۴ و معارج النبوۃ رکن ۳ ص۱۸۱ روضۃ الاحباب کو شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے تحفہ اثنا عشریہ میں صحیح ترین کتب تواریخ سے شمار کیا ہے۔ اور معارج کے اعتبار کے لئے یہی کافی ہے کہ شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں اسی سے مضامین نقل کئے ہیں ۱۲ منہ

عہ **لطیف اشارہ** واقعہ انذار عشیرہ کا مضمون صاف بتا رہا ہے کہ خدا کی غرض یہ تھی کہ جو شخص امر تبلیغ میں مدد دینے کا وعدہ کرے حضرت رسولؐ منصب وصایت و ولیعہدی پر اوسکو نامزد کردیں۔ اس واقعہ کے پہلے اکثر مورخوں کی رائے کے مطابق ۳۹ آدمی مسلمان ہوچکے تھے جن میں سے بچوں میں حضرت علیؑ اور سن رسیدہ مردوں میں باعتقادِ اہلسنت حضرت ابوبکر کا نمبر پہلا ہے۔ ان ۳۹ مسلمانوں میں سے کسی کو اس واقعہ میں شریک کرنے کا خدا نے حکم نہ دیا بلکہ اس شرکت کے لئے صرف اولاد عبد المطلب کو تجویز کیا۔ ان چار دلائل کو ملانے سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ علم پروردگار میں اس بزرگ خدمت کو انجام دینے کی قابلیت سواء اولاد عبد المطلب کے کسی دوسرے میں نہ تھی۔ ورنہ بہ نسبت اون اولاد عبد المطلب کے جو اوس وقت تک مسلمان نہیں ہوئی تھی، اس واقعہ میں شرکت کے زیادہ حقدار وہ لوگ تھے جو مسلمان ہوچکے تھے خاص کرکے حضرت ابوبکر جو باعتقاد اہلسنت کے سب سے پہلے مسلمان اور حضرت رسولؐ کے خالص دوست تھے۔ اور اسلامی جوش سب سے زیادہ رکھتے تھے۔ اور فریقین کی حدیثیں اور تاریخیں بھی باواز بلند گواہی دے رہی ہیں کہ اسلامی لڑائیوں میں سے صحابہ کے بھاگنے کے وقت بنو ہاشم اور خاص کرکے حضرت علی علیہ السلام ہی ثابت قدم رہتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ بھگوڑے تبلیغ و ترویج اسلام میں مددگار نہیں ہوسکتے تھے عالم الغیب نے اسی وجہ سے اس جماعت میں سے کسی کو شریک کرنے کا حکم نہ دیا ۱۲ منہ

بنیت کرے اور تبلیغ رسالت میں میرا مددگار رہے اور میں اوس کو اپنا بھائی اور وصی اور وزیر اور خلیفہ بناؤں۔ کسی نے جواب نہ دیا ۔ اور حضرت علی علیہ السلام ہر روز اوٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگرچہ میں سن میں سب سے چھوٹا ہوں لیکن اس مہم کو انجام دینے کے لئے حاضر ہوں ۔ دو دن تو حضرتؐ نے (دوسروں پر حجت تمام کرنے کی غرض سے) فرمایا بیٹھ جاؤ ۔ لیکن تیسرے دن حضرت علی علیہ السّلام نے جب پھر عرض کیا کہ "اس بزرگ خدمت کے لئے میں حاضر ہوں" تو حضرتؐ نے بکمال محبت اون کے کندھے پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ میرے بھائی اور میرے وصی اور میرے خلیفہ تم ہو ملہ **نتیجہ کلام** اِس پوری تقریر سے یہ معلوم ہوا کہ پہلا دن جس میں حضرت امیرؑ منصب وصایت وولیعہدی پر نامزد ہوئے وہ روز انذار عشیرہ ہے ۔ اور اوس کے قبل کوئی ایسا سورہ نازل نہیں ہوا جس میں الفاظ مَا اُنْزِلَ وغیرہ مذکور ہوں بلکہ وہ کل سورے جن میں یہ الفاظ واقع ہیں اس واقعہ کے بعد نازل کئے گئے اور اون سوروں میں ان الفاظ سے اوسی منصب وصایت وولیعہدی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس پر حضرت اوس روز نامزد کئے گئے کیونکہ ان کل الفاظ کی صورت اور معنی ایک ہے ۔ اور آیت غدیر میں مَا اُنْزِلَ سے ولایت اور وصایت کے مراد ہونے کو حق پسند علمائے اہلسنت بھی مانتے ہیں اس لئے دوسرے الفاظ سے جو لفظ اور معنی دونوں میں اس کے مشابہ اور مطابق ہیں وصایت وولایت امیر المومنین علیہ السّلام کے مراد ہونے سے انکار کرنا صاف مکابرہ اور آفتاب پر خاک ڈالنا ہے رہ گیا یہ شبہ کہ آیت غدیریہ کی تفسیر میں بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ مَا اُنْزِلَ سے جَمِیْعُ مَا اُنْزِلَ مقصود ہے ۔ اس واسطے اس سے خاص وصایت وولایت امیر المومنین علیہ السلام کو مراد لینا درست نہیں ہے ۔ **تو اس کا جواب یہ ہے** کہ فاضل ... نے اس کے معنی کو جَمِیْعُ مَا اُنْزِلَ (کل چیزیں جو اُتاری گئیں) اور اَیُّ شَیْءٍ اُنْزِلَ (جو چیز اُتاری گئی) میں مردد کیا ہے ۔ **اور واقعہ غدیر** کے متعلق صحاح ستہ اور غیر صحاح سے بے شمار حدیثیں نقل کی گئی ہیں اون سب کا مضمون صرف اس قدر ہے کہ حضرت سرورِ عالم نے صحابہ سے مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَھٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَہُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَہُ ۔
فرمایا اور حضرتؑ کو اوٹھا کر سب کو دکھا دیا تاکہ کسی کو یہ حیلہ کرنے کی گنجائش باقی نہ رہے کہ علی نام کے دنیا میں ہزاروں ہو گئے ہیں ۔ کیا معلوم حضرتؐ نے کس علی کو مراد لیا تھا ۔ اس کے

ملہ ملاحظہ ہو سیرۃ ہشامیہ مقدمہ صفحہ ۶۳ مع حوالہ کتب اور معارج النبوۃ رکن سیوم واقعہ نہم صفحہ ۱۹ تاریخ اسلام سید ذاکر حسین صاحب جلد ۲ نمبر ۳ ...

سوا حضرتؐ نے نہ تو اصول دین کے باقی ارکان کو بیان فرمایا نہ فروع دین کو نہ اخلاق و آداب وغیرہ کو
پس دو حال سے خالی نہیں یا تو خدا نے مَآ اُنْزِلَ سے جَمِیْعُ مَآ اُنْزِلَ مراد لیا تھا لیکن حضرت
سرورِ عالم جیسے معصوم نے جنکی تصدیق آیت مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی کر رہی ہے خدا کے بندوں
تک اوس کا حکم پہونچانے میں کوتاہی اور خدا کی مخالفت کی۔ یا خدا نے مَآ اُنْزِلَ سے
اَیُّ شَیْءٍ اُنْزِلَ مراد لیا ہے جس سے صرف وصایت امیر المومنین مقصود ہے جس کو حضرتؐ
نے مسلمانوں تک پہونچا دیا۔ اب مسلمانوں کو اختیار ہے کہ بیسویں اور اکیسویں مقدموں کو
ملانے سے ۱۲۴ تک پہنچنے کے بعد حضرت سرورِ عالم جیسے معصوم اور برگزیدہ خلق کو خطا کار اور خدا
کی مخالفت کرنے والا سمجھیں۔ یا اس کا اقرار کریں کہ مَآ اُنْزِلَ سے جَمِیْعُ مَآ اُنْزِلَ
مقصودِ خدا نہیں ہے بلکہ اَیُّ شَیْءٍ اُنْزِلَ یعنی صرف وصایت و ولایت علی علیہ السلام
مقصود ہے جس کو حضرتؐ نے پہونچا دیا۔ **جواب** ۲؎ اگر مان بھی لیا جائے کہ مَآ اُنْزِلَ
کا معنی جَمِیْعُ مَآ اُنْزِلَ ہے جب بھی چونکہ وصایت و ولایت علیؑ بھی اوسمیں داخل ہے۔
اور یہ بزرگترین مَآ اُنْزِلَ اور بشہادت حدیث ثقلین (جو متواتر ہے) مایۂ نجات مسلمین ہے
اس لئے ہو سکتا ہے کہ غلبہ کی وجہ سے بطور مبالغہ کے عام لفظ کو خاص معنی یعنی وصایت میں
خود خدا ہی نے مجازاً استعمال کیا ہو اور صرف اسی کی تبلیغ کا حضرتؐ کو حکم دیا ہو ۱؎ جس کو
حضرتؐ نے انجام دیا۔ اگر عام معنی مراد لیتا تو حضرتؐ کل چیزوں کی تبلیغ فرماتے بس حضرت کا
صرف وصایت کی تبلیغ کرنا بدلیل اِنّی اس کو ظاہر کر رہا ہے کہ خدا نے اسی کو مراد لیا ہے۔

۱؎ ملاحظہ ہو اسی بحث میں حدیث غدیر الطریق شیعہ کا حاشیہ ۱۲ منہ

والنجم

ع ۱؎ دلیل دو طرح کی ہوتی ہے ایک لِمّی دوسری اِنّی۔ لِمّی اوس کو کہتے ہیں جسمیں علت اور موثر سے معلول
اور اثر کو سمجھائیں جیسے کہیں کہ اس شخص کے اخلاط (صفرا۔ بلغم وغیرہ) سڑ گئے ہیں۔ اور جس کے اخلاط سڑ
جاتے ہیں اوس کو تپ ہوتی ہے۔ اس واسطے اس کو تپ ہے۔ اور اِنّی اوس کو کہتے ہیں جس میں معلول
اور اثر سے علت اور موثر کو بتائیں جیسے کہیں کہ اس کو تپ ہے اور تپ اوسی کو ہوتی ہے جس کے اخلاط سڑ
جاتے ہیں اس واسطے اس کے اخلاط سڑے ہوئے ہیں۔ اس **مقام** میں دلیل کی تقریر یہ ہے کہ حضرت
رسولؐ بدلیل عصمت اور آیہ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی خدا کے حکم کی مخالفت نہیں کرتے تھے اور مذہبی بات
اوسی قدر بولتے تھے جتنا خدا حکم دیتا تھا اور مقام غدیر خم میں حضرتؐ نے صرف وصایت و ولایت علی
علیہ السلام کی تبلیغ کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے ان کو اسی قدر حکم دیا تھا۔ **واضح ہو** کہ دونوں دلیلوں

اور جن لوگوں نے مَآ اُنْزِلَ سے قرآن مراد لیا ہے اون کا جواب بھی یہی ہے جو نمبر۲ میں ذکر کیا گیا۔ کیونکہ اوبعض جمیع مَآ اُنْزِلَ کے مجموعہ کا نام کتابی صورت میں قرآن ہے علاوہ اس کے میں تیسرے مقدمہ میں لکھ آیا ہوں کہ لفظ قرآن جس طرح پوری کتاب پر بولا جاتا ہے اوسی طرح ایک سورہ اور ایک آیت پر بھی بولا جاتا ہے پس ان لوگوں کے خیال کے مطابق مَآ اُنْزِلَ قرآن ہے۔ اور قرآن! آیہ کریمہ یَآاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ یعنی وصایت علیؑ پس منطقی شکل اول سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مَآ اُنْزِلَ وصایت علیؑ ہے جس کو آیت بَلِّغْ بیان کر رہی ہے۔۲ ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سرور عالمؐ نے ارشاد فرمایا کہ شب معراج آسمان پر کل انبیاء میرے گرد جمع ہوئے تو حکم خدا ہوا کہ اے محمدؐ ان لوگوں سے پوچھو کہ کس بات پر تم لوگ نبی بنائے گئے تو سب نے جواب دیا کہ لا الہ الا اللہ وحدہ کی شہادت اور آپکی نبوت اور علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت (امامت) کے اقرار پر (ینابیع باب ۵۶ صفحہ ۱۹۷ بحوالہ ذخائر العقبےٰ و باب ۱۵ صفحہ ۶۶ بحوالہ متعدد بروایت ابن مسعود و ابن عباس و صفحہ ۶۸ بروایت امیر المومنین علیہ السلام) ۳ بریدہ کہتے ہیں کہ حضرت سرور عالمؐ نے ہم لوگوں کو حکم دیا کہ علیؑ کو یا امیر المومنین کہہ کر سلام کرو۔ ۴ سالم کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر اور عمر نے حضرت علی علیہ السّلام کو یَآ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ کہکر سلام کیا تو اون لوگوں سے پوچھا گیا کہ حضرت سرور عالمؐ کی زندگی میں بھی اس طرح سلام کیا تھا تو عمر نے جواب دیا کہ حضرتؐ ہی نے ہم لوگوں کو حکم دیا ہے (ارجح المطالب صفحہ ۱۵ بحوالہ ابن مردویہ)

چند فائدے

پہلا فائدہ علماء میں اس امر میں اختلاف ہے کہ آیا ہر شیعہ اور مومن متقی ہے اگرچہ گناہ بھی کرتا ہو۔ یا صرف وہی لوگ متقی ہیں جو خدا کے پورے فرماں بردار ہیں اور اوسکی مخالفت نہیں کرتے۔ جن لوگوں نے ہر شیعہ اور مومن کو متقی کہا ہے اونکی دلیل بطریق شیعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی فرمائش ہے روایت یحییٰ بن ابوالقاسم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۳) میں جو مثالیں ذکر کی گئی ہیں اونمیں کلیت نہیں ہے۔ لیکن مثال مناقشہ کی چیز نہیں ہے اس لئے اونمیں کبھی مسامحہ بھی کیا جاتا ہے۔ ۱۲ منہ

اور حسنۂ ابو بصیر میں جس میں حضرت نے متقین کی تفسیر شیعتنا اور شیعہ علیؑ سے کی ہے[۱]
اور بطریق اہلسنت حدیث ابن مسعود ہے جس میں اونھوں نے متقین کی تفسیر مومنین
سے کی ہے[۲] اور ان دونوں حدیثوں میں لفظ شیعہ اور مومن بے قید رکھا گیا ہے جس سے
یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بداعمال شیعہ اور مومن بھی متقی کہا جا سکتا ہے۔ **اور جن لوگوں نے**
کامل فرماں بردار کو متقی کہا ہے اونکی دلیل **بطریق شیعہ** فرمائش حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
ہے معتبرۂ ابو بصیر میں جس میں حضرت نے متقین کی تفسیر شیعتنا سے کی ہے اور راوسکو
چند صفتوں سے مقید کیا ہے ۱۔ غیب پر ایمان لانا ۲۔ نماز (پابندی سے[۵]) پڑھنی ۳۔ خدا
کی دی ہوئی کل چیزوں (مال۔ علم۔ قوت۔ جسم) کو راہ خدا میں صرف کرنا۔[۳] **اور بطریق
اہلسنت** فرمائشِ حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ ہے آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ بندۂ
مومن اوس وقت تک متقی نہیں ہو سکتا جب تک کہ یقینی ناجائز چیزوں سے بچنے کے لئے
حلال چیزوں کو بھی نہ چھوڑے[۴] (جنکی حلیت مشکوک ہو اور حرمت ثابت نہ ہونیکی وجہ سے
ظاہری حکم اونکا حلیت ہو) **ان دونوں** حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ متقی وہی شخص ہے
جو خدا کا اعلےٰ درجہ کا فرماں بردار ہو اور اوس کے کل حرکات اور سکنات (یعنی کام
اور بیکاری) خدا کی مرضی کے مطابق ہوں۔ **لیکن تحقیق** یہ ہے
کہ لفظ متقی (جس کا معنی ڈرنے والا۔ ہے) اگرچہ مطلق (بے قید) ہے اور اوس شخص
پر بھی بولا جا سکتا ہے جو کچھ بھی خوفِ خدا رکھتا ہو۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ اس لفظ کی فرد ہی
میں سے اون فردوں کو غلبہ حاصل ہو گیا ہے جن پر خوفِ خدا غالب ہے اور۔۔۔۔ اُنمیں
انصراف حاصل ہو گیا ہے۔ یعنی جب لفظ بولا جاتا ہے تو عام طور سے اوس سے وہی
سمجھی جاتی ہیں نہ وہ فردیں جو زیادہ تر گناہوں میں مبتلا رہتی ہیں اور نہ وہ فردیں جو عصمت
کے مرتبہ سے نزدیک ہیں اور تقوے کے لئے درجے ہیں کسی میں خوفِ خدا کم ہے
کسی میں زیادہ **شاہد** اس پر ایک تو کلام پروردگار اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ہے
جس میں لفظ اَتْقٰی اسم تفضیل واقع ہوا ہے جس کا ظاہر یہ ہے کہ اعلےٰ درجہ کے فرماں بردا

لفظ متقی عام طور سے لوگوں کے بحث کا باعث ہیں۔

---

[۱] تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۳۳ و ۳۴ ۱۲ منہ [۲] درمنثور جلد ۱ صفحہ ۲۴ [۳] تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۳۴ [۴] درمنثور جلد ۱ صفحہ
[۵] پابندی کی قید اس لئے بڑھائی گئی کہ یقیموں کا ترجمہ ... میں لکھا ہے جیسا کہ اس کا پہلے ذکر کیا گیا ۱۲ منہ

کو اتقی کہتے ہیں اور اوس سے کم درجہ کے شخص کو متقی مؤید اس کی صحیحۂ سدیر صیرفی ہے حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت سرور عالم نے جناب سلمان فارسی اور غیروں کے درمیان محاکمہ اور فیصلہ میں اس آیۃ کی تلاوت کی اوس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اے سلمان لَیْسَ لِاَحَدٍ مِنْ هٰؤُلَاءِ فَضْلٌ اِلَّا بِتَقْوَی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنْ کَانَ التَّقْوٰی لَکَ عَلَیْهِمْ فَاَنْتَ اَفْضَلُ ف۱ یعنی انمیں سے کسی شخص کے لئے فضیلت نہیں ہے مگر خوف خدا کی وجہ سے پس اگر تمہارا خوف ان لوگوں کے خوف سے بڑھا ہوا ہو تو تم اون سے افضل ہوگے۔ یہ حدیث صاف صاف بتا رہی ہے کہ کم خوف رکھنے والے صاحب فضل ہیں اور زیادہ رکھنے والے افضل۔

اور دوسرا شاہد۔ **بطریق شیعہ** فرمائش حضرت امیر المومنین علیہ السلام ہے حدیث حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام میں بحضرت ارشاد فرماتے ہیں هٰذَا بَیَانٌ وَّشِفَاءٌ لِلْمُتَّقِیْنَ مِنْ شِیْعَۃِ مُحَمَّدٍ وَّعَلِیٍّ اِنَّهُمُ اتَّقَوْا یعنی قرآن مجید بیان اور شفا ہے پرہیزگاروں کے لئے جو محمدؐ اور علی علیہم الصلوۃ والسلام کے شیعے ہیں اونکی صفت یہ ہے کہ اقسام کفر سے ڈر کر اونکو چھوڑا اور مہلک (یعنی عذاب میں مبتلا کرنے والے) گناہوں سے ڈر کر اونکو چھوڑا اور خدا اور اولیاء خدا اور حضرت محمدؐ کے بعد اون کے جانشینوں کے بھیدوں کے ظاہر کرنے سے ڈر کر ظاہر کرنے سے پرہیز کیا اور دینی علوم کو اون کے قابل اور مستحقوں سے چھپانے سے ڈر کر اونکو اونمیں پھیلایا ف۳ **اس حدیث میں** حضرت نے گناہوں کو موبق یعنی مہلک کے ساتھ مقید کیا ہے۔ اور مہلک گناہ گناہ کبیرہ ہے اور گناہ صغیرہ پر اصرار کرنا جا اصرار یعنی کئی دفعہ کرنے پر کبیرہ ہوجاتا ہے۔

یہ قید بتا رہی ہے کہ مومن کا اتفاقاً گناہ صغیرہ میں مبتلا ہوجانا اوس کو متقین کی جماعت سے نہیں نکالتا اور وہ متقی باقی رہتا ہے۔

اور بطریق اہلسنت۔ معاذ بن جبل کی حدیث ہے جسمیں کسی نے پوچھا ہے کہ مَنِ الْمُتَّقُوْنَ یعنی متقی کون لوگ ہیں تو جواب دیا ہے کہ وہ جماعت جو شرک اور بت پرستی سے بچی اور خدا کے لئے عبادت کو خالص کیا یہی جماعت بہشت میں جائیگی ف۴

اس حدیث میں بھی کامل فرمانبرداری کرنی اور کبیرہ اور صغیرہ کل گناہوں سے بچنے کا کوئی ذکر نہیں ہے اس لئے اس سے بھی یہی ظاہر ہے کہ گناہ صغیرہ میں اتفاقاً مبتلا ہوجانے

ف۱ تفسیر برہان جلد۲ ص۱۰۳۱ سورہ حجرات ۱۲ منہ

ف۲ علے علیہ اور برتری کے معنی میں ہے ۱۲ منہ

ف۳ برہان جلد۱ ص۳۵ ۱۲ منہ

ف۴ درمنثور جلد۱ ص۲۴ ۱۲ منہ

سے مومن متقیوں سے نہیں نکلتا۔ پس جس طرح متقی ہونے کے لئے کامل فرمانبردار
ہونا ضروری نہیں ہے اوسی طرح محض شیعہ اور مومن ہونا بھی کافی نہیں ہے اور جن حدیثوں
میں متقی کی تفسیر محض شیعہ اور مومن سے کی گئی ہے وہ مطلق ہیں اور باقی حدیثیں مقید۔
پس اصول فقہ کے قاعدے سے جو تفسیر الم ص ۴۵ سطر ۱ میں لکھا گیا ہے مطلق حدیثیں بھی مقید
ہی سمجھی جائینگی۔ **ان** مقید حدیثوں میں سے جو حدیثیں کامل فرمانبرداری کو ظاہر کررہی ہیں
اونکو اون حدیثوں کے ساتھ جمع کرنے سے جو صغیرہ کرنے والے کو بھی متقی ٹھہراتی ہیں یہ نتیجہ
نکلتا ہے کہ پہلی حدیثوں میں اعلےٰ درجہ کے متقیوں کی صفت بیان کی گئی ہے اور دوسری
حدیثوں میں اون سے پست درجہ کے متقیوں کی۔

حاصل کلام اس پورے بیان کا حاصل یہ ہے کہ ابتدائی درجہ کے متقی وہ لوگ ہیں
جو کفر اور گناہ کبیرہ میں مبتلا ہونے سے اگرچہ ایک ہی دفعہ ہو اور گناہ صغیرہ پر اصرار کرنے سے
بچتے رہتے ہیں۔ اور انتہائی درجہ کے متقی وہ لوگ ہیں جو خداوند مالک الملوک کے کامل فرمانبردار
اور مرتبۂ عصمت سے نزدیک ہیں۔ اور اَتْقٰی حضرت سرور عالم اور اہلبیت اطہار ہیں
جو متقیوں کے سردار اور پیشوا ہیں **سلمان فارسی** بیان کرتے ہیں کہ حضرت سرور عالمؐ
نے حضرت فاطمہؑ سے بیان فرمایا کہ خداوند عالم نے ہم لوگوں کو بہترین قبیلہ بنایا۔
چنانچہ ارشاد فرمایا ہے وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ [1]
اور ابن عباس کی حدیث میں اس کے بعد یہ ہے کہ اَتْقَى اَوْلَادِ اٰدَمَ اور اون میں بزرگتر
خدا کے نزدیک ہم ہیں اور باوجود اس کے کوئی فخر نہیں ہے [2]

دوسرا فائدہ۔ امام اہلسنت فخر الدین رازی نے کلام پروردگار وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ
سے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک کی تفسیر میں تین باتیں لکھی ہیں ۱۔ لفظ ایمان کو جب حرف
ب کے ساتھ متعدی کرتے یعنی اوس کے مفعول پر ب لاتے ہیں تو معتزلہ اور اشاعرہ کے
نزدیک وہ تصدیق کے معنی میں ہوتا ہے ۲۔ اولئک ہم المفلحون سے ثابت ہے کہ جو شخص
ما انزل پر ایمان رکھتا ہو (یعنی اوسکی تصدیق کرے) فلاح اور نجات اوسی کے
لئے ہے۔ اور جو شخص ایمان نہ رکھتا ہو اوس کیلئے فلاح اور نجات نہیں ہے۔

[1] تفسیر برہان جلد ۲ سورہ حجرات ص ۱۰۳۱ بحوالہ مجالس شیخ طوسی علیہ الرحمہ ۱۲ منہ [2] تفسیر برہان جلد ۲ سورہ حجرات ص ۱۰۳۱ بحوالہ ابن بابویہ علیہ الرحمہ ۱۲ منہ

۳ جب ثابت ہو گیا کہ فلاح حاصل کرنے کے لئے ما انزل پر ایمان لانا واجب ہے تو اس
ما انزل (یعنی احکامِ خدا) کا تفصیل سے علم حاصل کرنا بھی واجب ہوگا کیونکہ جب تفصیل سے علم حاصل
نہ کریگا۔ علم اور عمل جو اوس پر واجب ہے اوس کو پورا نہ کر سکے گا؟ لیکن اس علم کی تحصیل واجب
کفائی ہے [ع] کیونکہ جو احکام حضرت پر اُتارے گئے سب کو تفصیل سے حاصل کرنا ہر شخص پر واجب
نہیں ہے [له] میں **عرض کرتا ہوں** کہ انکی تینوں باتیں اپنی اپنی جگہوں پر درست ہیں
لیکن یہاں پر تینوں کو اکٹھا کر دینا غلط ہے کیونکہ **ایک تو** تصدیق اعتقادی چیز ہے اور آیت
صاف صاف بتا رہی ہے کہ ہدایت یعنی راہ راست پر پہونچنے اور فلاح اور نجات حاصل
ہونے کے لئے ما انزل پر صرف ایمان لانا یعنی اوسکی تصدیق کرنا اور آخرت پر اعتقاد
رکھنا کافی ہے (اگرچہ بداعمال ہو اور فروع دین کا پابند نہ ہو) پس ایسی صورت میں تفصیلی
علم اور عمل کو اوس پر متفرع کرنا یعنی اوس کے واجب ہونے کی وجہ سے اس کو واجب کہنا غلط ہے
کیونکہ اس کا تعلق اعضا سے ہے نہ تصدیق اور اعتقاد سے۔

دوسرے آیت بتا رہی ہے کہ ما انزل پر ایمان لانا نجات کا ذریعہ ہے اگر کوئی
شخص اس پر ایمان نہ رکھتا ہو تو اوس کے لئے نجات حاصل نہ ہوگی۔ اور رازی صاحب بھی
اس کو تسلیم کرتے ہیں اور اس ایمان کے واجب ہونے کو تفصیلی علم کے واجب ہونے کا سبب قرار
دیتے اور مثل طلوع شمس اور وجود[ع] نہار کے لازم و ملزوم جانتے ہیں اور چونکہ ما انزل پر
ایمان لانا واجب عینی ہے کیونکہ ذریعۂ نجات ہے۔ اس لئے اوس کے مسبب اور لازم
یعنی تفصیلی علم کے وجوب کو بھی عینی ہی ہونا چاہئے کیونکہ مسبب سبب سے اور لازم ملزوم
سے جدا نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ رازی صاحب اس وجوب کو کفائی بتاتے ہیں جس کا معنی یہ
ہے کہ عام لوگوں کو ذریعۂ نجات حاصل کرنا ضروری نہیں ہے۔ یا یوں کہئے کہ واجب عینی ہونے
کے لحاظ سے ہمیشہ اور ہر حال میں واجب ہے۔ اور کفائی ہونے کے لحاظ سے کسی وقت یا کسی

ع جس واجب کو انجام دینا ہر شخص پر لازم ہے اوسکو واجب عینی کہتے ہیں۔ جیسے نماز پنجگانہ کہ چند آدمیوں کے پڑھ لینے سے
دوسروں کی برائت نہیں ہوتی۔ اور جو واجب بعض لوگوں کے بجالانے سے دوسروں کے سروں سے اوٹھ جاتا
ہے اوسکو واجب کفائی کہتے ہیں جیسے مردہ کو غسل دینا۔ کفن پہنانا۔ دفن کرنا۔ کہ یہ چیزیں واجب تو
سب پر ہیں لیکن کچھ لوگوں کے انجام دے دینے سے انکا وجوب دوسروں کے سروں سے ٹل جاتا ہے ۱۲ منہ

له تفسیر کبیر جلد ۱ صفحہ ۱۶۸ و ۱۶۹ مسئلہ اولیٰ و مسئلہ ثالثہ ۱۲ منہ عہ آفتاب نکلنے سے دن موجود ہونے ۱۲ منہ

حال میں غیر واجب۔ حالانکہ یہ محال ہے کہ ایک ہی چیز ایک وقت میں واجب بھی ہو اور غیر واجب بھی اور اس کا بطلان ایسا روشن ہے جو بیان کا محتاج نہیں ہے اور یہ خرابیاں اس وجہ سے پیدا ہو رہی ہیں کہ انھوں نے ما انزل سے فرعی احکام مراد لئے ہیں جیسا کہ اون کے کلام "علم وعمل" سے معلوم ہوتا ہے۔ اور فساد اور خرابیوں کا سبب وہی چیز ہوتی ہے جو خود ہی فاسد اور خراب ہو۔ اس لئے ما انزل سے فرعی احکام مراد لینا خود ہی غلط اور فاسد ہے۔ اور صحیح وصایت وولایت علی بن ابیطالب علیہ السلام کو مراد لینا ہے۔ کیونکہ وہی ایسی چیز ہے جس کا تعلق اعتقاد وتصدیق سے بھی ہے۔ اور واجب عینی بھی ہے۔ اور بد اعمالوں کے لئے بھی ذریعۂ فلاح ونجات ہے۔ اور فرعی احکام کے وجوب کفائی کے ساتھ جمع ہونے والا لہ تیسرے ما انزل سے فرعی احکام مراد لینا اس وجہ سے بھی غلط ہے کہ اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہوگا کہ فرعی احکام کی صرف تصدیق کر لینا (اگرچہ اصول اعتقادیہ کا معتقد نہ ہو یا اوسمیں خامی ہو اور فرعی احکام کا پابند نہ ہو) فلاح اور نجات کے لئے کافی ہے۔ اور اسکا بطلان بھی روشن ہے۔ رازی صاحب لکھتے ہیں کہ وعیدیہ اور مرجئہ دونوں نے اپنے اپنے مطلب کے ثبوت میں ان دونوں آیتوں کو پیش کیا ہے۔ وعیدیہ[ع] کہتے ہیں کہ ھم المفلحون کے حصر سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز۔ روزہ وغیرہ چھوڑنے والوں کے لئے نجات نہیں ہے۔ اور مرجئہ کہتے ہیں کہ ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نجات کے لئے ما انزل پر صرف ایمان لانا کافی ہے اور گناہ نقصان نہیں پہونچا سکتا اس کے بعد دونوں کا جواب دیا ہے میں کہتا ہوں کہ دعوے دونوں کا درست ہے اور دلیل بھی دعوے کے مطابق ہے لیکن ما انزل کا معنی غلط لینے کی وجہ سے دعوے دونوں کا غلط سمجھا گیا۔ ما انزل سے ائمۂ اہلبیتؑ کی امامت مقصود ہے اس لئے

لہ ملاحظہ ہوں حدیثیں بطریق اہلسنت ا مومن اور غیر مومن کے ساتھ عام برتاؤ کے متعلق ظاہری تفسیر ہیں۔ اور حدیثیں بطریق اہلسنت ما انزل کی باطنی تفسیر میں جو تھوڑا ہی قبل اس کے ذکر کیگئیں ۱۲ منہ

ع وعیدیہ اور مرجئہ اہلسنت میں دو فرقے ہیں وعیدیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ گناہ کبیرہ کرنے والے جہنم میں ہمیشہ رہینگے اور مرجئہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ایمان کے ساتھ گناہ کوئی ضرر نہیں رکھتا اور کفر کے ساتھ عبادت فائدہ نہ دیگی ۱۲ منہ

وعیدیہ کا یہ بیان بھی صحیح ہے کہ ان حضرات کی امامت کو نہ ماننے والوں کے لئے نجات نہیں ہے۔اور مرجیہ کا بیان بھی صحیح ہے کہ انکی امامت کے معتقدوں کو گناہ نقصان نہ پہونچائیگا یعنی اس اعتقاد کی برکت سے بخش دیا جائیگا (ملاحظہ ہو آخرۃ کی تفسیر میں حدیث جریر بن عبداللہ بجلی کی ع۱۱ و ع۱۲۱) نہ یہ کہ گناہ کوئی اثر ہی نہیں رکھتا جیسا کہ مرجیہ کہتے ہیں۔

تیسرا فائدہ علٰی ھُدًی یہاں پر لفظ "علٰے" بلندی اور غلبہ اور برقرار رہنے کے معنی میں ہے اور مراد پروردگار یہ ہے کہ ما انزل (یعنی وصایت و امامت علیؑ) اور آخرۃ (یعنی باقی گیارہ ائمہ اہلبیت کی امامت) پر ایمان رکھنے والوں کا ہدایت (یعنی خدا کی بتائی ہوئی راہ) پر پورا پورا قبضہ ہے اور اوس پر ثابت اور برقرار ہیں۔اور کسی چیز پر پورا قبضہ اور ثبات و قرار اوسی شخص کو حاصل ہوتا ہے جو اوس کو مضبوط اور ٹھوس دلیل سے اختیار کرے اور اوس کو اوسمیں ذرہ برابر بھی شک و شبہ نہ ہو۔پس خداوند عالم نے ان دونوں آیتوں میں شیعیان اہلبیتؑ عصمت و طہارت کی ایک تعریف یہ کی ہے کہ وہ لوگ انکی امامت پر ایمان رکھتے ہیں اور دوسری تعریف یہ کی ہے کہ چونکہ ایمان اون کا مضبوط دلیلوں سے حاصل ہوا ہے (جو فریقین کی کتابوں میں مذکور ہیں اور تھوڑی سی قبل اس کے ذکر کی گئیں) اس لئے صحیح راہ پر انکا پورا پورا قبضہ ہے اور اوس پر ثابت اور برقرار ہیں۔اور اوسمیں ذرہ برابر بھی شک اور شبہ نہیں رکھتے (فقہ) یہ آیت اگرچہ جملہ خبریہ کی صورت میں ہے لیکن مقصود اس سے انشا یعنی حکم اور حسن طلب بھی ہے۔یعنی ہر مکلف (بالغ اور عاقل) پر لازم ہے کہ ائمہ اہلبیت علیہم السّلام کی امامت کا اعتقاد کرے اور اوسکو دلیلوں سے حاصل کرے تاکہ نہ خود اوس کو اوسمیں شک اور شبہ باقی رہے اور نہ شیاطین جن و انس کے وسوسوں سے اثر لے۔ ھُدًی کو خداوند حکیم نے نکرہ رکھا ہے۔اور اس سے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ خدا کی بتائی ہوئی راہ کا مرتبہ تمہاری عقلوں سے پوشیدہ ہے تم اوسکو سمجھ نہیں سکتے اور اسکی تنوین (یعنی دو زبر جو دحقیقت دو زیر ہیں) تعظیم کے لئے ہے جس سے اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ وہ مرتبہ جو تمہاری سمجھ سے باہر ہے بہت بزرگ ہے۔

چوتھا فائدہ اس آیت میں اولٰئک کو دو دفعہ ذکر کرنے اور اوسکی تاکید کے لئے ھم ضمیر فصل لانے سے اس امر کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ ہدایت اور نجات اونھیں کے لئے ہے جو ائمہ اہلبیتؑ کی امامت کے معتقد ہیں انکے غیروں کا کچھ بھی حصہ نہیں ہے جس کو حضرت

شیعوں کی تعریف

ہدایت اور نجات صرف شیعوں ہی کے لئے ہے

سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ نے بھی بہت سی حدیثوں میں ارشاد فرمایا ہے جنمیں سے ایک حدیث ثقلین[عہ] ہے اور دوسری حدیث سفینہ[عہ] اور تیسری حدیث[عہ] باب حطہ جو تواتر کی حد تک پہونچی ہوئی ہیں۔

قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ۝ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۝

(الفاظ کے معانی) اِنَّ تحقیق۔ یقین + اَلَّذِيْنَ ۔ جو لوگ۔ وہ لوگ + كَفَرُوْا ۔ کفر پر باقی رہے۔ کفر اختیار کیا + سَوَآءٌ ۔ برابر + عَلٰى ۔ پر + هُمْ ۔ اون + ءَ ۔ چاہے + اَنْذَرْتَ ۔ تم ڈراؤ + اَمْ ۔ یا + لَمْ ۔ نہ۔ نہیں + تُنْذِرْ ۔ ڈراؤ + لَا ۔ نہیں۔ نہ + يُؤْمِنُوْنَ ۔ ایمان لائیں گے + خَتَمَ ۔ نشانی لگادی + قُلُوْبٌ ۔ دلوں + سَمْعٌ ۔ کان + اَبْصَارٌ ۔ آنکھیں + غِشَاوَةٌ ۔ پردہ + وَ ۔ اور + لَ ۔ واسطے ۔ لئے + عَذَابٌ ۔ تکلیف ۔ سزا + عَظِيْمٌ ۔ بڑا +

(معنی) یہ یقینی بات ہے کہ جو لوگ (دین اسلام کی حقیقت کو سمجھنے کے بعد بھی اوس سے دشمنی کی وجہ سے) کفر پر باقی رہے؟ چاہے تم اونکو (عذاب سے) ڈراؤ یا نہ ڈراؤ۔ دونوں اون کے حق میں برابر ہیں وہ ایمان نہ لائیں گے۔ خدا نے (اونکی ہٹ دھرمی کی وجہ سے) اون کے دلوں[عہ] پر (یعنی اون پر) ایسی نشانیاں لگادی ہیں (کہ فرشتے اور اولیاء[عہ] خدا اون نشانیوں سے اونکو پہچان سکتے ہیں) اور اونکے کانوں اور آنکھوں پر تعصب اور

عہ کفر اور اسلام اعتقادی چیز ہے اور اعتقاد قلب کا فعل ہے۔ کامل مومن اور کامل کافر کے فعل قلب یعنی اعتقاد کے غلبہ کی وجہ سے مبالغہ کے طور پر لفظ قلب خود شخص پر بولا جاتا ہے۔ جیسے کلام پروردگار تعالیٰ میں ہے اَلرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ (مقدمہ صفحہ ۱۵ ملاحظہ ہو) اور ایسا استعمال بہت جاری ہے۔ اسی وجہ دیدبان (یعنی فوج مخالف کی حالتوں کو دیکھنے اور دریافت کرنے والے) کو اور جاسوس کو عرفی زبان میں

عہ ملاحظہ ہو بائیسواں مقدمہ صفحہ ۱۴۹ سے ۱۷۰ تک ۱۲ منہ

عہ ینابیع المودۃ صفحہ ۲۳ و ۲۴ بحوالہ صحاح و غیر صحاح ۱۲ منہ

عہ ینابیع صفحہ ۲۳ و ۲۴ بحوالہ ... ۱۲ منہ

عداوت کا پردہ پڑا ہوا ہے جس کی وجہ سے (نہ تو نصیحتوں کو سُننا چاہتے ہیں اور نہ خدا کی ذات اور صفات کو بتانے والی نشانیوں کو دیکھنا چاہتے ہیں) اور خدا نے اون کے لئے بڑی سزا مقرر اور مہیا کر رکھی ہے۔

(شانِ نزول) عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ بہت چاہتے تھے کہ کل لوگ ایمان لائیں اور ہدایت قبول کر کے حضرتؐ کے دست حق پرست پر بیعت کریں۔ پس خدا نے حضرت کو خبر دی کہ وہی شخص ایمان لائیگا جس کو پہلے ہی خدا جان چکا ہے کہ سعید (نیک بخت) ہے اور جسکو پہلے ہی جان چکا ہے کہ شقی (بدبخت) ہے وہ ہرگز ایمان نہ لائیگا

(صرف) سواءٌ مصدر ہے باب سَمِعَ یَسْمَعُ سے اور یہاں پر اسم فاعل یعنی مُستَوٍ کی جگہ پر استعمال کیا گیا ہے اور مُستَوٍ کا وہی عمل ہے جو یَستَوِی فعل مضارع کا ہے اور سواء چونکہ مصدر ہے اسلئے نہ تو اوسکا تثنیہ للعہ

تفسیر درمنثور سیوطی جلد ۱ صہ ۲۹ ۱۲ منہ

(بقیہ حاشیہ صہ ۱۶۱) عین (آنکھ) کہتے ہیں (ملاحظہ ہو تفسیر سورہ الحمد صہ ۱۳ میں عین کے معانی ملاذ و صہ ۲۶) ۱۲ منہ عہ حضرت سرورِ عالم ارشاد فرماتے ہیں کہ خدا کے کچھ بندے ہیں جو لوگوں کو نشانیوں سے پہچانتے ہیں (بحار جلد ۷ صہ ۱۵۱ باب انہم المتوسمون وجامع صغیر سیوطی صہ ۹۲ چھاپہ مصر) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر شخص کی پیشانی پر مومن یا کافر لکھا رہتا ہے جب ائمہ اہلبیت میں سے کسی امام کے پاس جاتا ہے تو وہ پہچان لیتے ہیں کہ مومن ہے یا کافر لیکن تم لوگ نہیں سمجھ سکتے (بحار جلد ۷ صہ ۱۵۱ باب انہم المتوسمون وتفسیر برہان جلد ۱ صہ ۵۶۳ سورہ حجر) اگرچہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر مومن اور کافر کی پیشانی پر پہچان لکھی رہتی ہے لیکن اس آیت میں وہی کافر مقصود ہے جس نے عداوت کی وجہ سے اسلام اختیار نہ کیا کیونکہ ڈرانے پر ایمان نہ لانا اسی کو بتا رہا ہے رہ گیا یہ امر کہ لفظ مومن اور کافر کس خط میں لکھا ہوا ہے تو اس کا بیان حدیثوں کے ذکر میں عنقریب آئیگا انشاء اللہ تعالےٰ ۱۲ منہ

عہ حضرت کے فکر اور کاوش کی حد اوس آیت سے معلوم ہوتی ہے جو ترتیب میں سورہ شعراء پ ۱۹ کی دوسری آیت ہے۔ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ یعنی کیا ان کفار کے ایمان نہ لانے پر تم اپنے آپ کو ہلاک کر دوگے ۱۲ منہ

للعہ جو لفظ دو فردوں کو بتاتا ہے اوس کو تثنیہ کہتے ہیں اور جو لفظ تین اور اس سے زیادہ کو بتاتا ہے اوس کو جمع کہتے ہیں ۱۲ منہ

بنایا جاتا ہے نہ جمع۔ اور ہمزہ اس کا "ی" کے بدلے میں ہے۔ اصل اسکی سَوَایٌ تھی۔ چونکہ "ی" زبان پر گراں معلوم ہوتی تھی اس لئے اوس کو ہمزہ سے بدل دیا۔

سَمْعٌ مصدر ہے جس کا معنی سننا ہے اور یہاں پر یا تو اوس کو مصدری معنی پر باقی رکھکر اوس سے آلۂ سمع یعنی کان مراد لیا ہے یا مصدر فاعل کے معنی میں مستعمل ہے اور سمع سے سامعہ مقصود ہے۔ جیسے غیب بمعنی غائب۔ غِشَاوَۃٌ اس کے غین کو زیر۔ زبر۔ پیش تینوں طرح سے پڑھتے ہیں۔ اور بغیر الف کے بھی تینوں طرح سے غِشْوَۃٌ ہے مگر قرآن میں اوسی طرح پڑھنا چاہیئے جس طرح لکھا ہوا ہے (نحو) اِنَّ حرف مشبہ بالفعل ہے جو مثل فعل کے دو لفظوں کو چاہتا ہے جنمیں سے ایک اوس کا اسم کہلاتا ہے اور دوسرا خبر۔ الَّذِیْنَ اسم موصول کَفَرُوا فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ ہوکر صلہ۔ موصول اور صلہ ملکر اِنَّ کا اسم سَوَاءٌ مبتدا عَلٰی حرف جار ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب کی مجرور جار و مجرور ملکر سواء کا متعلق۔ ءَ حرف استفہام جو تسویہ (یعنی برابری ظاہری کرنے) کے لئے استعمال ہوا ہے اَنْذَرْ باب افعال سے فعل ماضی "ت" ضمیر واحد مذکر حاضر کی اوس کا فاعل ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب کی اوس کا مفعول۔ فعل اور فاعل اور مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ۔ اَمْ حرف عطف جو ہمزۂ استفہام کے بعد معادلہ یعنی برابری ظاہر کرنے کے لئے آتا ہے۔ لَمْ حرف جازم فعل مضارع جو مضارع کو ماضی کے معنی میں کر دیتا ہے سوا اوس صورت کے جب کہ اوس پر اِنْ حرف شرط داخل ہو جیسے اِنْ لَمْ تَقُمْ (اگر نہ کھڑے ہوگے) تُنْذِرْ باب افعال سے فعل مضارع اَنْتَ ضمیر واحد مذکر حاضر کی جو اوسمیں پوشیدہ ہے اوس کا فاعل ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب کی مفعول فعل اور فاعل اور مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف معطوف علیہ اور معطوف ملکر اِنَّ کی خبر یا جملہ معترضہ۔ لَا یُؤْمِنُوْنَ اِنَّ کی پہلی خبر یا خبر بعد خبر۔ اِنَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ۔ خَتَمَ فعل لفظ اللہ اوس کا فاعل عَلٰی حرف جار قلوب مضاف ھم ضمیر جمع مذکر غائب کی مضاف الیہ۔ مضاف اور مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار اور مجرور ملکر متعلق ختم کا۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیۂ خبریہ ہوکر اِنَّ کی دوسری یا تیسری خبر۔ وَ حرف استیناف جو دو مختلف جملوں کے درمیان میں لایا جاتا ہے۔ عَلٰی حرف جار سمع مضاف ھم ضمیر جمع مذکر غائب کی مضاف الیہ مضاف اور مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار اور مجرور ملکر متعلق کائِنٌ کا ہوکر معطوف الیہ۔ وَ حرف عطف

ع؎ ایک کلام کے درمیان میں جو دوسرا کلام لاجاتا ہے اوس کو جملہ معترضہ کہتے ہیں ۱۲ منہ

علیٰ حرف جار ابصارہم مضاف ھم ضمیر جمع مذکر غائب کی مضاف الیہ۔ مضاف اور مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار اور مجرور ملکر متعلق کائن کا ہوکر معطوف معطوف الیہ اور معطوف ملکر خبر مقدم۔ غشاوۃ مبتدا موخر۔ مبتدا اور خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ۔ و حرف استیناف ل جو استحقاق کے معنی میں ہے حرف جار۔ ھم ضمیر جمع مذکر غائب کی مجرور۔ جار اور مجرور ملکر متعلق ثابت کا ہوکر خبر مقدم عذاب موصوف۔ عظیم صفت۔ موصوف اور صفت ملکر مبتدا موخر۔ مبتدا اور خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ۔

تنبیہ: ءانذرت اور لم تنذر دونوں فعل ہیں جن سے مصدری معنی یعنی انذار اور ترک انذار مراد لیا گیا ہے۔

(معانی بیان) علیٰ سمعہم اور علیٰ ابصارہم کو غشاوۃ سے پہلے اور لہم کو عذاب عظیم سے پہلے ذکر کرنے سے اختصاص کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔ یعنی حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ کے زمانہ کے کفار ہوں یا اون کے بعد کے۔ ان میں سے تعصب اور عداوت کا پردہ انھیں کے کانوں اور آنکھوں پر پڑا ہوا ہے جو تبلیغ اور حق کو سمجھنے اور خدا کی نشانیوں کو دیکھنے اور سننے کے بعد بھی ضد اور ہٹ دھرمی سے کفر پر باقی ہیں اور عذاب عظیم کا استحقاق انھیں کو ہے۔

رہے وہ کفار جو مستضعف ہیں۔ جنکی تبلیغ اون تک نہیں پہونچی ہے اور حق کو نہیں سمجھا ہے نہ تو انمیں ضد اور ہٹ دھرمی ہے اور نہ تعصب اور عداوت۔ اور نہ عذاب عظیم میں مبتلا کئے جائینگے بلکہ یا تو ان کے ساتھ بھی قیامت میں وہی معاملہ کیا جائیگا جو مستضعف مسلمانوں کے ساتھ کیا جائیگا یعنی جہنم میں داخل ہونیکا حکم دیکر امتحان کیا جائیگا جیسا کہ لفظ آخرۃ کی ظاہری تفسیر میں ذکر کیا گیا یا معمولی عذاب کیا جائیگا نہ عذاب عظیم **آنکھوں اور کانوں** پر پردہ پڑنے سے مقصود یہ ہے کہ جس طرح اندھے اور بہرے مجبوری سے نہیں دیکھتے نہیں سنتے۔ اوسی طرح یہ لوگ اپنے ارادہ اور اختیار سے نہیں دیکھتے نہیں سنتے یعنی نتیجہ میں دونوں برابر ہیں

عذاب عظیم سے کفار معاندین مراد ہیں مستضعفین نہیں

(ظاہری تفسیر) جن لوگوں نے خدا کو ماننے اور اون چیزوں پر ایمان لانے سے جن پر مومن ایمان لائے ہیں ضد اور ہٹ دھرمی اور عداوت کی وجہ سے انکار کیا ہے یا مُرگ گئے ہیں اون کے نزدیک تمہارا پند و نصیحت کرنا اور عذاب سے ڈرانا اور نہ ڈرانا دونوں برابر ہے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ ایمان نہ لائیں گے۔ میں نے اونکی پیشانیوں پر جو نشانیاں لگا دی ہیں جن کو تم بھی دیکھ رہے ہو اونکو دیکھکر فرشتے اور میرے برگزیدہ بندے انبیاء ہوں یا

اوصیاء برحق سمجھ سکینگے کہ یہ کافر ہیں اور ایمان لانے والوں میں نہیں ہیں۔ لیکن اپنی تبلیغ جاری رکھو تاکہ دنیا میں دیکھنے والوں کی نگاہوں میں ان پر حجت تمام ہوجائے اور قیامت میں زبان بند اور عذر بار قطع ہوجائے اور انکے کانوں اور آنکھوں پر تعصب اور عداوت کا پردہ پڑا ہوا ہے جسکی وجہ سے میرے احکام اور واجبات اور میری نشانیوں کو نہ تو سننا چاہتے ہیں نہ دیکھنا اور بہت بڑا عذاب انھیں کے لئے مہیا کیا گیا ہے۔

حدیثین

(بطریق شیعہ) اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا الخ بسند معتبر[۵] حضرت امام جعفر صادق ؑ

[۵] اس حدیث کے راویوں میں دو شخص ایسے ہیں جن میں سے ایک یعنی بکر بن صالح کو ضعیف اور دوسرے یعنی ابو عمرو زبیری کو مجہول یعنی غیر معلوم الحال لکھا گیا ہے۔ بکر بن صالح میری تحقیق کے مطابق دو ہیں۔ ایک دارمی جن کو شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے کتاب رجال میں اصحاب امام رضا علیہ السلام میں تحریر فرمایا ہے۔ اور دوسرے رازی جن کو اون مرحوم نے کتاب رجال میں مَنْ لَمْ یَرْوِ یعنی اون لوگوں میں ذکر فرمایا ہے جنھوں نے کسی معصوم سے حدیثیں نقل نہیں کی ہیں اور فرمایا ہے کہ ابراہیم بن ہاشم اور احمد بن محمد بن عیسےٰ نے ان سے روایتیں لی ہیں۔ اور فہرست میں بھی یہی مضمون لکھا ہے۔ اور اس حدیث کے راوی بھی ہیں۔ اور دوسرے علماء نے دونوں کو ایک سمجھکر رازی لکھا ہے اور ضعیف کہا ہے۔ ابن غضائری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ضَعِیۡفٌ جدًّا اَکۡثِیۡرُ التَّفَرُّدِ بِالۡغَرَائِبِ یعنی بہت ضعیف ہیں اکثر عجیب غریب باتیں بہت نقل کرتے ہیں جنمیں کوئی دوسرا ان کا شریک نہیں ہے۔ **میں کہتا ہوں** کہ بکر بن صالح رازی سے ابراہیم بن ہاشم اور احمد بن محمد بن عیسےٰ جیسے دو جلیل القدر بزرگوں کا حدیث لینا اونکی وثاقت کے ثبوت کے لئے کافی ہے **رہے** دارمی تو اولاً بفرض اس کے کہ یہ رازی ہی ہوں ابن غضائری ؒ کی تضعیف کرنا بے وقعت ہے۔ کیونکہ بہت سے جلیل القدر راویوں کی تضعیف کرنے کی وجہ سے علماء انکی تضعیف پر توجہ نہیں کرتے اور علامۂ حلی اور نجاشی علیہما الرحمہ نے تضعیف کو انھیں سے لیا ہے اس لئے اونکی تضعیف بھی معتبر نہیں ہے ودوسرے ابن غضائری علیہ الرحمہ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ غریب باتوں کی روایت کو سبب ضعف سمجھا ہے اور یہ اس وجہ سے مخدوش ہے کہ اگر وہ غریب باتیں اصول مذہب کے مخالف نہیں ہیں تو اونکی روایت سبب ضعف نہیں ہوسکتی۔ اور اگر مخالف ہیں تو زیادہ سے زیادہ روایت لائق قبول نہ رہیگی بلکہ خود راوی

علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ کتاب خدا میں کفر پانچ طرح کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک کفر جحود (یعنی حق کو سمجھکر انکار کرنا) اسکی دو قسمیں ۱ خدا کی ربوبیت (یعنی رب العالمین ہونے) کو جانکر انکار کرنا ۲ (امور دین میں سے) کسی چیز کو حق سمجھکر انکار کرنا تیسرے کفر ترک الماموربہ یعنی خدا کے حکموں کو چھوڑنا۔ چوتھے کفر البرائۃ یعنی اولیاء خدا سے بیزاری رکھنا پانچویں کفر النعم یعنی خدا کی نعمتوں سے انکار یا اوسکی ناشکری کرنی۔ کفر الجحود کی پہلی قسم یہ ہے کہ خدا کی ربوبیت سے انکار کرے اور کہے کہ نہ خدا ہے نہ بہشت نہ جہنم اور یہ کلام دہریوں کا ہے جو کہتے ہیں کہ مَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ (یعنی نہیں مارتا ہم لوگوں کو مگر دہر یعنی زمانہ) اور دوسری قسم کے متعلق خداوندعالم ارشاد فرماتا ہے وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا یعنی اون کے دلوں میں اوس کا یقین ہے لیکن ظلم اور غرور کی وجہ سے اوس سے انکار کررہے ہیں۔ اور فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ یعنی جب اون کے پاس وہ چیز آگئی جس کو جانتے تھے تو اوس سے انکار کیا اور تیسری قسم کے متعلق ارشاد فرماتا ہے أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ یعنی کیا قرآن کے بعض حکم کو مانتے ہو اور بعض کو چھوڑتے ہو اور چوتھی قسم کے متعلق ارشاد فرماتا ہے ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ یعنی اے باطل پرستو! قیامت کے دن تم میں سے ایک دوسرے سے بیزاری کریگا اور برائت چاہیگا اور پانچویں قسم کے متعلق ارشاد فرماتا ہے مَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ یعنی جو شخص شکرگذاری کرتا ہے اوسکی شکرگذاری اوسی کو فائدہ دیگی اور جو شخص ناشکری کرتا ہے اوس کو سمجھ لینا چاہئے کہ خدا غنی ہے اوسکی شکرگذاری کا

(بقیہ حاشیہ ص ۱۶۵) میں اوسکی وجہ سے طعن کرنا بے وجہ ہے۔ پس ابراہیم بن ہاشم اور احمد بن محمد بن عیسےٰ کا ان سے روایت لینا انکی وثاقت کو بھی ظاہر کریگا اور بکر مذکور بہر صورت معتبر ثابت ہوں گے **اور ابو عمرو زبیری** کے متعلق ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ شرح اصول کافی میں تحریر فرماتے ہیں کہ محقق راویوں اور ائمہ علیہم السلام کے رازدار لوگوں میں تھے۔ اور یہ مضمون ان کی جلالت قدر کو ثابت کررہا ہے۔ کیونکہ ہر شخص امام کا رازدار نہیں ہوسکتا **یہیں سے** یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جن باتوں کو ابن غضائری علیہ الرحمہ غرائب لکھ رہے ہیں درحقیقت وہ غرائب نہیں ہیں بلکہ اسرار ائمہ ہیں ۱۲ منہ

محتاج نہیں ہے اور کریم ہے۔ اس لئے باوجود ناشکری کے بھی رزق کا دروازہ بند نہیں کرتا

له خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ ۱ بسند صحیح ابراہیم بن ابی محمود بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ کی تفسیر پوچھی تو ارشاد فرمایا کہ ختم سے نشان لگانا مقصود ہے۔ کفار کے دلوں (یعنی پیشانیوں) پر اون کے کفر کی وجہ سے اون پر عذاب کرنے کے لئے سه غالباً مقصود حضرت کا یہ ہے کہ خداوند عالم نے کافروں کے کفر کی وجہ سے اونکی سزا کی غرض سے اونکی پیشانیوں پر نشانیاں لگادی ہیں تاکہ اون نشانیوں کو دیکھتے ہی عذاب کے فرشتے اور خدا کے برگزیدہ بندے سمجھ جائیں کہ وہ کافر ہیں تاکہ فرشتے اونکو چن لینے میں اور برگزیدہ بندے جہنم سے هٰذَا لَکِ (یہ کافر تیرے لئے ہے) وَهٰذَا لِیْ (اور یہ مومن میرے لئے) کہتے ہیں اون سے اون کے عقائد پوچھنے یا خداوند عالم الغیب کے بیان کرنے کی طرف محتاج نہ رہیں ۲ بسند صحیح ابوبکر حضرمی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہر شخص کی پیشانی پر لفظ مومن یا لفظ کافر

له تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۳۶ بقدر حاجت ۱۲ منہ

سه برہان صفحہ ۳۶ جلد ۱ ۱۲ منہ

عه مقطعات قرآنیہ اور حروف تہجی کے بیان میں آپ ملاحظہ کر چکے کہ یہ حروف خداوند عالم اور اوس کے خاص بندوں کے درمیان رموز اور اشارے ہیں اور ہر ایک میں بہت سے معانی کیطرف اشارہ کے لئے قرار دیا گیا ہے۔ اور خط عبرانی بھی آپ کے پیش نظر ہے جو مختلف قسم کی لکیروں کی صورت میں ہے اور ہاتھوں کی لکیروں سے اس علم کے جاننے والے سب باتیں بتاتے ہیں اور رملی حروف کو بھی آپ دیکھ رہے ہیں جو نقطوں اور چھوٹی چھوٹی لکیروں کی صورت میں ہیں اس لئے آپکو یہ شبہہ نہ کرنا چاہئے کہ ہم نہ تو مومنوں کی پیشانیوں پر لفظ مومن لکھا ہوا پاتے ہیں نہ کافروں کی پیشانیوں پر لفظ کافر لکھا ہوا۔ کیونکہ جس طرح رملی لکیریں ایک ایک حرف تہجی کو بتاتی ہیں۔ اوسی طرح ہو سکتا ہے کہ خداوند حکیم نے کافروں کی پیشانیوں پر کسی خاص شکل کو حرف کاف کی طرف اشارہ کیلئے قرار دیا ہو جو لفظ کافر کا مخفف ہے۔ اور کسی خاص شکل کو مومنوں کی پیشانیوں پر حرف م کی طرف اشارہ کیلئے جو لفظ مومن کا مخفف ہے جسکو ہم لوگ نہیں پہچان سکتے۔ جیسا کہ حدیث نمبر ۲ میں معصوم نے ارشاد فرمایا ہے ۱۲ منہ

عه خط عبرانی

خط رملی

۱۲ منہ

لکھا ہوا ہے اور یہ تم لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہے اور ائمہ آل محمد صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی آنکھوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اون کے پاس جو شخص بھی آتا ہے اوسکو پہچان لیتے ہیں کہ مومن ہے یا کافر۔ جیسا کہ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ (نشانوں سے پہچاننے والوں کے لئے اس میں نشانیاں ہیں) فَهُمُ الْمُتَوَسِّمُوْنَ پس نشانیوں سے پہچاننے والے ائمہ اہلبیت ہی ہیں لہ اس مضمون کی حدیثیں بہت ہیں سب کو نقل کرنا غیر ضروری اور بسبب طوالت ہے۔

(بطریق اہلسنت) ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ اس آیت میں مقصود پروردگار یہ ہے کہ وہ کفار جنہوں نے تمہارے اوس ذکر سے بھی انکار کیا ہے جو خود اونکے پاس موجود ہے اور تمہارے بارے میں اون سے عہد و پیمان لیا جا چکا ہے جس کو تمہارے سوا، دوسرے انبیاء نے اون تک پہونچایا ہے۔ تو اب تمہارے ڈرانے اور دھمکانے اور پند نصیحت کو وہ کیونکر مانیں گے۔ خواہ تم ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہ لائیں گے۔ خدا نے اون کے دلوں پر نشان کر دیا ہے اور اون کے کانوں پر پردہ پڑا ہوا ہے وہ ہرگز ہدایت قبول نہ کرینگے ٢ہ ٢ ابوالعالیہ کہتے ہیں کہ ان دونوں آیتوں میں کفار سے سرداران قریش مراد ہیں جنہیں سے ایک (معاویہ کا باپ) ابوسفیان ہے اور دوسرا (مروان کا باپ اور ابوسفیان کا چچازاد بھائی) حکم بن ابی العاص ٣ہ ٣ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ نے ارشاد فرمایا کہ مومن کی فراست (تیز سمجھ) سے ڈرو وہ نور خدا سے دیکھتا ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ ٤ہ امام اہلسنت خازن بغدادی لکھتے ہیں کہ اس حدیث کا ظاہری معنی یہ ہے کہ خداوند عالم لوگوں کی حالتوں کو اپنے اولیاء کے دلوں میں ڈال دیتا ہے پس وہ سمجھ جاتے ہیں اور یہ ایک قسم کی کرامت (معجزہ) ہے۔ اور متوسم سے لغت میں وہ لوگ مراد ہیں جنکی نگاہیں اس قدر صحیح و درست ہیں کہ وہ نشانوں اور صفتوں کو پہچانتے ہیں ۵ہ

چند فائدے

(پہلا فائدہ) فقہ کفر کا معنی ضروری دین یعنی اون چیزوں سے انکار کرنا اور نہ ماننا ہے

لہ بحارالانوار جلد ۷ باب انہم المتوسمون صفحہ ۱۴۰ ۱۲ منہ ٢ہ تفسیر درمنثور علامہ سیوطی جلد ۱ صفحہ ۲۹ ۱۲ منہ ع اسی وجہ سے مرتے دم تک دونوں منافق رہے ۱۲ منہ ٣ہ درمنثور جلد ۱ صفحہ ۲۹ ۱۲ منہ ٤ہ تفسیر خازن بغدادی جلد ۳ صفحہ ۵۵ ۱۲ منہ

۵ہ تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۵۹ ۱۲ منہ عہ توشۂ آخرت میں میں نے اُن چیزوں کی پوری تفصیل کر دی ہے جو دوسری کتابوں میں نہیں ملیگی ۱۲ منہ

جو دینِ اسلام میں اوسکی چاروں دلیلوں یعنی قرآن۔ حدیث۔ اجماع عقل سے ثابت ہیں۔ اور اسکی دو قسمیں ہیں ۱ اصلی ۲ ارتدادی۔ کافر اصلی وہ ہے جس کے ماں باپ دونوں کافر ہوں اور وہ خود بھی کفر پر باقی رہ جائے۔ اور کافر ارتدادی وہ ہے جس کے ماں باپ میں سے ایک یا دونوں مسلمان ہوں اور وہ خود بالغ ہونے کے بعد کافر ہو جائے۔ یا وہ دونوں کافر ہوں اور یہ خود مسلمان ہو کر کافر ہو جائے۔ پہلا مرتد فطری کہلاتا ہے۔ اور دوسرا مرتد ملی خواہ مرد ہو یا عورت۔ **کل کافروں کا مشترک حکم** یہ ہے کہ وہ نجس ہیں نہ اون کے ہاتھ کی کوئی ایسی چیز جس کو تری کی حالت میں چھوا ہو کھانا پینا جائز ہے نہ ایسے کام میں صرف کرنا جس میں طہارت شرط ہے۔ نہ اون سے نکاح کرنا جائز ہے نہ متعہ۔ نہ مسلمان کے متروکہ سے میراث پا سکتے ہیں۔ نہ مسجد میں داخل ہو سکتے ہیں نہ اوس کی حد کی فضا میں مثلاً اگر مسجد کے نزدیک کوئی ایسا درخت ہو جسکی ڈالیاں مسجد کے صحن یا چھت پر جھکی ہوئی ہوں تو اون ڈالیوں پر اتنی دور نہیں جا سکتے کہ مسجد کی حد کے سامنے پڑ جائیں۔ اور جس طرح کافر اصلی اسلام لانے سے پاک اور مسلمانوں میں داخل ہو جاتا ہے اوسی طرح مرتد توبہ کرنے سے **لیکن** مرتد فطری سے توبہ قبول ہونے میں اختلاف ہے قوی یہ ہے کہ قبول ہو گی۔ ان حکموں کی تفصیل فقہی کتابوں میں ملاحظہ کریں۔

(دوسرا فائدہ) کلام۔ اصول دین کا اعتقاد اور فروع دین پر عمل کرنا جس طرح مسلمانوں پر واجب ہے اوسی طرح کافروں پر بھی اگرچہ بغیر ایمان کے اونکا عمل اونکو فائدہ نہ دے گا۔

پس چونکہ اصول اور فروع اون پر بھی واجب ہیں اس لئے جس طرح مسلمانوں کی تعلیم اور تلقین واجب ہے اوسی طرح اونکی بھی۔ قبول کرنے والے اس سے دنیا اور آخرت میں فائدہ اوٹھائیں گے اور قبول نہ کرنے والوں پر حجت تمام ہو جائیگی۔ **یہیں سے** یہ شبہہ بھی دفع ہو گیا کہ جب حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ کافروں کی پیشانیوں کے نشانوں کو پہچانتے تھے۔ جیسا کہ قرآن اور حدیث کے مذکورۂ بالا مضمون سے ظاہر ہوا تو پھر اونکو تبلیغ کیوں کرتے تھے اور اس قدر کاوش کیوں تھی کہ خدا کو ظاہر کر دینا پڑا کہ یہ ایمان نہ لائیں گے۔ **دفعیہ کا بیان** یہ ہے کہ حضرتؐ کے زمانہ میں کفار دو طرح کے تھے۔ ایک وہ جو ایمان لائے دوسرے وہ جو کفر پر باقی رہے۔ پس حضرتؐ کی تبلیغ ان دونوں کے درمیان میں مشترک تھی ایمان لانے والوں کی ہدایت کے لئے اور کفر پر باقی رہنے والوں پر حجت تمام کرنے کے لئے اور خدا نے حضرتؐ کو تبلیغ سے منع نہیں کیا بلکہ اس بات کو ظاہر کر دیا ہے کہ ان میں سے

ایک خاص جماعت پر تبلیغ کا اثر نہ ہوگا بلکہ اون پر صرف حجت تمام ہوجائیگی۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ (نساء پ ۶ - آیت ۱۶۳)
یعنی تاکہ رسولوں کی تبلیغ کے بعد لوگوں کے لئے کوئی حجت اور عذر خدا پر باقی نہ رہے اور یہ نہ کہیں کہ لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا یعنی ہم لوگوں کے پاس تبلیغ کے لئے کوئی رسول کیوں نہ بھیجا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِن قَبْلِ أَن نَّذِلَّ وَنَخْزَىٰ تاکہ ہم لوگ ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے تیری آیتوں کی پیروی کرتے (طہ پ ۱۶ آیت ۱۳۴) رہ گیا **شان نزول** جس کا مضمون یہ ہے کہ حضرتؐ بہت چاہتے تھے کہ کل کفار مسلمان ہوجائیں۔ تو اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ رحمۃ للعالمین کی تاسفانہ خواہش اور دلی تمنا محبت کی راہ سے تھی جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عام اہل دنیا کی نجات اور دنیا و آخرت کی بھلائی کے خواہاں تھے اونھیں کے ضمن میں دھرم طلب ہٹ کے بارے میں بھی چاہتے تھے کہ اگر یہ سب ضد اور ہٹ دھرمی چھوڑتے اور ایمان لاتے جو انکے قدرت اور اختیار میں ہے تو ان کے لئے بہتر ہوتا۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر شان نزول والی حدیث سے یہی سمجھا جائے کہ حضرتؐ نے جان بوجھکر بیکار ارادہ یا بے فائدہ فعل کیا تو میں عرض کروں گا کہ یہ حدیث اہلسنت کی ہے جنمیں سے اکثر فرقے انبیاء سے لغو فعل بلکہ گناہ صغیرہ کو بھی جائز جانتے ہیں۔ ہماری حدیث میں جو شان نزول مذکور ہے وہ ساتویں فائدہ میں ذکر کیا جائیگا انشاء اللہ تعالے۔

(تیسرا فائدہ) معانی بیان جن غرضوں سے مسند الیہ یعنی مبتدا کو اسم موصول سے بیان کرتے ہیں اون میں سے ایک استہجان تصریح باسم ہے یعنی اس امر کو ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے کہ جن لوگوں کی خبر اور حالت آگے بیان ہوگی وہ ایسے ذلیل اور مبغوض اور قابل نفرت ہیں کہ اون کا نام لینا پسند نہیں ہے۔ اور دوسری غرض وجہ بنائے خبر ہے یعنی اس بات کو ظاہر کرنا کہ اس مبتدا کی خبر کس قسم کی ہونی چاہئے اس آیۂ مبارکہ میں خداوند حکیم و بلیغ نے دونوں باتوں کو ظاہر فرمایا ہے ءانذرتھم الخ سے پہلی بات کو ظاہر کیا ہے اور مقصود یہ ہے کہ یہ کفار چونکہ نہایت درجہ خبیث الباطن اور پلید ہیں کہ ڈرانا بھی ان پر کوئی اثر نہیں رکھتا۔ اس وجہ سے میری نگاہ میں اس قدر ذلیل اور مبغوض اور قابل نفرت ہیں کہ انکا نام لینا مجھے پسند نہیں ہے۔ اور دوسری بات کو ختم اللہ الخ سے ظاہر فرمایا ہے اور مقصود یہ ہے کہ ایسوں کا انجام یہی ہے کہ انکی پیشانیوں پر نشانیاں لگادی جائیں تاکہ میرے فرشتوں اور خاص بندوں کی نگاہوں میں ذلیل و خوار بھی ہوں۔

[illegible] مبغوض اور لائق نفرت

اوران پر عذاب کرنے میں اتنی بھی دیر نہ ہو جتنے میں ان کے اعتقادات اوراعمال پوچھے جاسکیں اوران کے لئے عذاب عظیم مہیا کیا گیا ہے۔

(چوتھا فائدہ) کلام۔ اشاعرہ ۔جو اپنی ہی جماعت کو اہلسنت جانتے اورمعتزلہ کو جو درحقیقت مثل اونھیں کے سُنّی ہیں نصف شیعہ سمجھتے ہیں۔ اون کا عقیدہ یہ ہے کہ کافروں میں کفر اختیار کرنے کا سبب خدا نے خود ہی پیدا کیا ہے وہ یہ کہ اوس نے اون کے دلوں اور کانوں پر مُہر لگادی اور آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور حق کو قبول کرنے سے روک دیا اور قدرت سے باہر کی چیز کا حکم دینا اوس کے لئے جائز ہے جس پر اعتراض کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے اور انھیں دونوں آیتوں کو اس عقیدے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پہلی آیت میں خدا نے اون کے ایمان نہ لانے کی خبر دی ہے اور دوسری آیت یعنی ختم اللہ الخ میں ایمان نہ لانے کا سبب بیان کیا ہے کہ وہ مُہر کرنا اور پردہ ڈال دینا ہے [لہ] **یہ عقیدہ اون کا باطل** [عہ] ہے۔ اوران آیتوں کو دلیل قرار دینا غلط۔ عقیدہ اس وجہ سے باطل ہے کہ خود خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے قُلْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (اعراف پ ۸ ۔ آیت ۲۷) (انسے کہو کہ یقیناً خدا بُری باتوں کا حکم نہیں دیتا کیا خدا پر ایسی تہمت لگاتے ہو جسکو نہیں جانتے **اور** وَلَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ (زمر پ ۲۳ آیۃ ۹) یعنی اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں کرتا **اور** اِنَّا ھَدَیْنٰہُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوْرًا (دھر پ ۲۹ آیت ۳) **یعنی میں نے انسان کو (اچھی اور بُری) راہ بتادی اب خود اوس کو اختیار رہے** چاہے میری فرماں برداری کرے یا مخالفت اور نافرمانی **اور** فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰھَا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا (شمس پ ۳۰ ۔ آیت ۸ ۔ ۹ ۔ ۱۰) یعنی نفس انسان کو بدکاری اور پرہیزگاری دونوں بتادی جس نے اوس نفس کو برائیوں سے پاک رکھا اوس کے لئے نجات ہے ۔ اور جس نے اوس کو اونہیں پھنسایا وہ نجات سے محروم رہیگا ۔ **اور** لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا لَھَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْھَا مَا اکْتَسَبَتْ (بقرہ پ ۳ آیت ۲۸۶) یعنی خدا کسی پر اوسکی طاقت اور قدرت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا جو کچھ کار خیر کریگا اوس کا فائدہ اوٹھائیگا اور جو کچھ بُرا کام کرے گا اوس سے نقصان اوٹھائیگا **اور** خداوند عادل کی منزہ اور پاک ذات کے لئے عقل بھی ایسی بے عقلی کی بات کو پسند اور تجویز نہیں کرتی جس کو انسان جیسے ناقص العقل کی نسبت ذات کے لئے بھی ظلم سمجھتے

[illegible]

لہ تفسیر نیشاپوری جلد اول صفحہ ۵۲ چھاپ ایران سنہ [illegible] ۱۱ منہ

عہ اسکی تفصیل مقدمہ انوار القرآن صفحہ ۲۲۹ مقدمہ جونتیس ۳ میں ملاحظہ کیجئے ۱۲ منہ

اور تجویز اور پسند نہیں کرتے ہیں کہ کافر کو ایمان لانے سے خود ہی روک دے اور عذاب بھی کرے
اور ان آیتوں کو ثبوت میں لانا اس وجہ سے غلط ہے کہ اوپر کے بیانوں سے آپکو معلوم
ہوگیا کہ ختم کا معنی مُہر لگا کر ایمان لانے سے روک دینا نہیں ہے۔ بلکہ اس امر کو پہچاننے کے
لئے نشان لگانا مقصود ہے کہ یہ شخص کافر اور بدباطن ہے اور اپنے ارادہ و اختیار سے تعصب اور
عداوت کی وجہ سے ایمان لانے سے خود ہی رُکا ہے **اس لئے معتزلہ** (اور شیعوں) کا یہ
عقیدہ صحیح اور دلیلیں اونکی مضبوط ہیں کہ خدا کافروں کے کفر اور بدکاروں کے گناہ کرنے پر نہ تو
راضی ہے اور نہ اونکو کفر اور فسق و بدکاری پر مجبور کرتا یا حکم دیتا ہے **اگرچہ معتزلہ** نے اہلبیت
عصمت و طہارت کا دامن چھوڑ دینے کی وجہ سے اس آیت کی توجیہ میں غلطی کی ہے۔

امام الاشاعرہ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر جلد اول کے صـ۱۶۵ سے ۱۷۷ تک میں
معتزلہ کی دلیلوں کو تفصیل سے نقل کیا ہے۔ اور اونکے جواب سے عاجز ہوکر اونکی دلیلوں کو صرف اس
جملہ سے ٹال دیا ہے کہ یہ تشنیعات ہیں حلّی جواب نہیں ہیں۔ اور اون کے دو دعوے کو
جواب کی صورت میں نقل کرکے کہا ہے کہ یہ دونوں کمزور ہیں۔ میں نے طول کے خوف سے چھوڑ دیا
جو صاحب ملاحظہ کرنا چاہیں خود تفسیر کو ملاحظہ کریں۔

(پانچواں فائدہ) امامت۔ فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ جن چیزوں کے متعلق بدیہی طور
پر معلوم ہے کہ حضرت سرورِ عالم لائے اون سے انکار کرنا کفر ہے خواہ اون کل سے انکار کرے
یا بعض سے ۱؎ اور بدیہی سے اونکی غرض متواتر ہے جو عذر کو قطع اور یقین حاصل کرادیتا ہے۔ جیسا کہ
اس کے بعد اس کو لفظ "تواتر قاطع عذر" سے تعبیر کیا ہے۔

اور حدیث غدیر اور حدیث ثقلین بدیہی اور متواتر چیزوں سے ہیں جن سے انکار
کرنا اور اون کو اختیار اور اون پر عمل نہ کرنا بقول فخر الدین رازی اور فخر الاسلام ۲؎
بزدوی کے سبب کفر ہے۔ **حدیث غدیر** کو ایک سو انتیس ۳؎ صحابہ اور دو سو تیئیس ۵؎ تابعین

ع۵ ان لوگوں میں دوسری صدی کے ۸ ہیں۔ اور تیسری صدی کے ۲۵۔ اور چوتھی صدی کے ۲۰
اور پانچویں صدی کے ۱۵۔ اور چھٹیں صدی کے ۱۳۔ اور ساتویں صدی کے ۱۲۔ اور آٹھویں صدی
کے ۱۵۔ اور نویں صدی کے ۱۰۔ اور دسویں صدی کے ۸۔ اور گیارھویں صدی کے ۱۰۔ اور
بارھویں صدی کے ۱۴ (از جامع المطالب مصنفہ مولوی عبید اللہ صاحب امرتسری صـ۵۵۳ تا ۵۵۶)
چھاپہ دوم ۱۳۳۰ ہجری ۱۲ منہ

ع۱ تفسیر کبیر جلد ۱ مسئلہ اور کے صـ۱۶۲ چھاپہ مصر ۱۲ منہ

ع۲ ملاحظہ ہو حاشیہ مقدمہ انوار القرآن صـ۱۵۰ اور حاشیہ تفسیر انوار النجف صـ۱۶ ۱۲ منہ

ع۳ نور الانوار [illegible] سے اظہار کرنا [illegible]

اور رواۃ احادیث نے روایت کی ہے۔ اور[۱] میرزا محمد معتمد خاں نے نزل الابرار میں اور[۲] شمس الدین جزری نے حصن حصین میں۔ اور[۳] ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں۔ اور[۴] ملا علی قاری نے شرح مرقات میں۔ اور[۵] حافظ نور الدین نے انسان العیون میں۔ اور[۶] عاصمی نے زین الفتی میں۔ اور[۷] حافظ محمود نے صراط سوی میں۔ اور[۸] حافظ ابو القاسم نے اپنی کتاب میں مناقب ابن مغازلی سے۔ اور[۹] حافظ ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں۔ اور[۱۰] محدث دہلوی شاہ عبد الحق نے لمعات میں باختلاف الفاظ لکھا ہے کہ حدیث غدیر کی سند صحیح ہے جسمیں کوئی شبہ نہیں ہے اور اس سے انکار کرنے والے نعمت علم سے محروم ہیں اور اہلسنت میں یہ حدیث مشہور ہے اور اس پر ان لوگوں نے اتفاق کیا ہے۔ اور ملا علی قاری نے شرح مرقات میں۔ اور[۱۱] جمال الدین نیشاپوری نے اربعین میں۔ اور[۱۲] ضیاء الدین نے ابحاث مُسَدَّدہ میں۔ اور[۱۳] عبد الرؤف مناوی نے تیسیر میں۔ اور[۱۴] سیوطی نے فوائد متکاثرہ میں۔ اور[۱۵] محمد بن اسمعیل صنعانی نے روضہ ندیہ میں۔ اور صدر[۱۶] عالم نے معارج العلےٰ میں لکھا ہے کہ حدیث غدیر متواتر ہے [ل] اور ملا سلیمان حنفی بلخی نے ینابیع المودۃ صفحہ ۲۴ تا ۳۴ میں حدیث غدیر خم کو بہت سی کتابوں سے نقل کیا ہے جنمیں صحاح ستہ میں سے سوا بخاری اور مسلم کے باقی چار صحاح بھی داخل ہیں۔

اور حدیث **ثقلین** کو بھی بہت سے صحابہ نے روایت کی ہے اور بہت سے محدثوں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے جن کو ملا سلیمان نے ینابیع المودہ میں صفحہ ۲۴ سے ۴۴ تک میں اور مولوی عبید اللہ صاحب نے ارجح المطالب میں صفحہ ۳۳۵ سے صفحہ ۳۴۱ تک میں کتابوں کے حوالہ کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اور اسکی بھی سندیں صحیح ہیں اور اس کے متواتر ہونے کی ابن حجر مکی جیسے متعصب شخص نے تصریح کی ہے [۲] اور اس کے متواتر ہونے کا دوسرا ثبوت یہ ہے کہ یہ حدیث حدیث غدیر خم کا جزو بھی ہے جیسا کہ زید[۱] بن ارقم اور حذیفہ[۲] اور عامر[۳] ابن ابی لیلے اور ابو الطفیل[۴] چار صحابی اور ام[۵] ہانی صحابیہ کی روایتوں میں بصراحت مذکور ہے اور حدیث غدیر کا تواتر اوپر ذکر کیا گیا۔ اور **ان دونوں** حدیثوں کے مضمون کا حاصل یہ ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ

عہ یہ سترہ[۱۷] شخص جنکے نام ذکر کئے گئے اہلسنت کے جلیل القدر علماء اور پیشوا اور ائمہ مذہب ہیں اختصار کی غرض سے ان کے القاب چھوڑ دیئے گئے ۱۲ منہ [ل] ارجح المطالب مصنفہ مولوی عبید اللہ صاحب امرتسری صفحہ ۵۵۱ تا ۵۵۹ مطبوعہ ۱۳۲۰ ہجری ۱۲ منہ [۲] ملاحظہ ہو مقدمہ انوار القرآن صفحہ ۱۵ ۱۲ منہ

علیہ وآلہ کے برحق خلیفہ اور ذریعۂ نجات حضرت کے اہلبیتؑ ہی ہیں اس لئے ان سے کنارہ کشی کرنے والے بقول امام اہلسنت فخرالاسلام بزدوی اور فخر الدین رازی صاحب کے کافر ثابت ہوتے ہیں ۔ اور اِقْرَارُ الْعُقَلَاءِ عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ حُجَّۃٌ کی صحت کو دنیا کے عقلاء اور شریعت دونوں نے تسلیم کرلیا ہے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ اگر عقلاء اپنے اوپر ضرر اور نقصان کا اقرار کریں تو یہ اقرار اون کے حق میں مان لیا جائیگا اور صحیح سمجھا جائیگا۔

(چھٹاں فائدہ) فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ معتزلہ نے ان الذین کفروا الخ کو اوس کے عموم پر باقی رکھکر عموم وعید یعنی اس بات کی دلیل قرار دی ہے کہ وہ کفار جو اس آیت کے نازل ہونے کے وقت کافر تھے اور اوس کے بعد ایمان لائے اور وہ جو بیخبری یا بے توجہی کی وجہ سے کفر پر باقی رہ گئے لیکن اونہیں تعصب اور عداوت نہ تھی اوس عذاب عظیم کے جو اس میں مذکور ہے وہ بھی مستحق ہیں ۔ پھر اس کا جواب دیا ہے کہ اگرچہ الذین صیغہ جمع کا ہے جس پر لام استغراق (یعنی کل فردوں کو گھیرنے والا) داخل ہوا ہے لیکن اس سے خاص وہی کفار مقصود ہیں جو تعصب اور عداوت کی وجہ سے اپنے کفر پر باقی رہ گئے۔

اس لئے معتزلہ کا اس آیت کو عموم وعید کی دلیل قرار دینا صحیح نہیں ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ الذین کا لام زائد ہے جس کو صاحب مغنی لکھتے ہیں کہ اصل میں عہد کے لئے ہوا کرتا ہے ۔ اور کفروا کے متعلق اقسام کفر کے بیان میں میں لکھ آیا ہوں کہ اس مقام سے کفر سے کفر جحود مقصود ہے اور کفروا جحدوا کے معنی میں ہے ۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اس آیت سے صرف وہی لوگ مراد لئے گئے ہیں جو علم پروردگار میں معہود اور معین تھے اور تعصب اور عداوت کی وجہ سے کفر پر باقی رہ گئے تھے ۔ پس یہ لفظ عام ہے لیکن صرف اُنھیں لوگوں سے جن کا کفر کفر جحود تھا ۔ اور اس آیت سے مستضعفون اور ایمان لانے والوں کا خروج موضوعی ہے یعنی اون لوگوں کو یہ لفظ شامل ہی نہ تھا کہ اونکو نکالنے کے لئے تکلف کرنے کی ضرورت پڑے اور اسی بنا پر معتزلہ کا عموم وعید پر استدلال کرنا ابتدا ہی سے باطل اور غلط ہے۔

(ساتواں فائدہ) علامہ سیوطی نے درمنثور صـ۲۷ جلد۱ میں لکھا ہے کہ ان آیتوں میں سے ابتدائی آیتیں ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک مومنوں کی تعریف میں ہیں اور ان الذین کفروا سے عذاب عظیم تک مشرکوں کے متعلق ہیں ۔ اور صـ۲۹ میں لکھا ہے کہ ومن الناس سے وماھم بمومنین

تک منافقوں کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ لیکن اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کا شان نزول بطریق شیعہ بسند صحیح تفسیر برہان میں یہ لکھا ہوا ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ نے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کل کس شخص نے اپنے برادر مومن کی جان بچانے کے لئے اپنی جان کو سپر قرار دی۔ تو حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ثابت بن قیس بن شماس انصاری کی جان بچانے کے لئے میں نے اپنی جان کو سپر قرار دی۔ پس حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے مومن بھائیوں سے اوس قصہ کو بیان کرو اور اون منافقوں کے نام ظاہر نہ کرنا[ع] جو ہم لوگوں کے ساتھ مکر کرتے ہیں کیونکہ خدا نے تم کو

عہ (حضرات اہلسنت) غور کریں۔ کچھ وجہیں ایسی تھیں جن کے خیال سے خدا اور رسولؐ نے کئی موقعوں پر کچھ لوگوں کے ناموں کو ذکر کرنا مناسب سمجھا۔ جن میں سے ایک استھان ہے جو تیسرے فائدہ میں ذکر کیا گیا۔ خداوند عالم نے سورہ فرقان پ۱۹ آیت ۲۹ میں ارشاد فرمایا ہے وَیَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْهِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّکْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا یعنی ایک معین ظالم (جس کا نام چھپایا گیا ہے) قیامت کے دن اپنے ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کر کھائیگا اور کہے گا کہ کاش میں نے رسولؐ کے ساتھ سبیل (علی بن ابیطالب) کو بھی اختیار کیا ہوتا۔ وائے ہو مجھ پر کاش میں نے فلاں (جس کا نام چھپایا گیا ہے) شخص کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا۔ اوس نے مجھے بعد اس کے کہ حکم رسولؐ ہو چکا تھا اوس سے بہکا دیا۔ شیطان (وہی فلاں) انسان کو گمراہی اور ہلاکت میں ڈالنے والا ہے۔ اور حضرت سرورِ عالم نے جنگ احد سے صحابہ کے فرار کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ نُسَیْبَہ (عورت جس نے فرار صحابہ کے بعد حضرتؐ کی مدد کی) فلاں اور فلاں سے بہتر ہے (مغازی واقدی ۱۹۹ ترجمہ اردو شرح نہج البلاغہ از علامہ ابن ابی الحدید جزء ۱۴ صفحہ ذکر جنگ احد) اور نماز صبح کے قنوت میں تین آدمیوں پر اس طرح لعنت کیا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا (صحیح بخاری ذکر جنگ احد) علامہ عینی شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں کہ ان میں سے تیسرے عثمان ہیں۔ محمد بن معد علوی کہتے ہیں کہ فلاں و فلاں جن سے نسیبہ کو حضرت نے افضل فرمایا تھا حضرت ابوبکر وعمر مراد ہیں (شرح ابن ابی الحدید جزو ۱۴ صفحہ ـــ) اور پیشوائے اہلسنت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ازالۃ الخفا میں اور ان کے امام علامہ سیوطی نے جامع کبیر اور جامع صغیر اور تفسیر درمنثور میں اور ملا

عداوت منافقین با امیرالمومنینؑ اور [illegible]

اون کے شر سے بچالیا اور اونکو چھوڑ رکھا ہے تاکہ شائد خدا کی یاد دل میں لائیں اور اوس کے خوف سے توبہ کریں۔ پس حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں فلاں قبیلہ کی طرف سے گذر رہا تھا اور میرے آگے کچھ دور ثابت بن قیس جا رہے تھے۔ ایک بہت گہرے کنویں کے پاس پہونچے اور وہاں پر چند منافق موجود تھے۔ اون سب نے مجھکو نہ دیکھا اور ثابت کو دھکا دیا تاکہ کنویں میں گر جائیں۔ دو دفعہ تو ثابت نے اپنے کو سنبھالا لیکن تیسرے دھکے میں گرنا ہی چاہتے تھے کہ میں پہونچ گیا اور ثابت کے تلف ہو جانے کے خوف سے منافقوں کا پیچھا چھوڑا اور کنویں میں کود پڑا۔ اور ثابت کے پانی تک پہونچنے سے پہلے میں تہ تک پہونچکر اوبھرا اور ثابت کو اپنے ہاتھوں پر لے لیا حضرت سرور عالم نے ارشاد فرمایا کہ اون سے پہلے کیسے نہ پہونچتے کیونکہ تم (اپنے کمالات کے وزن سے) بہت بوجھل ہو اور اگر (دوسرے کمالات کا) کوئی بوجھ نہ بھی ہوتا جب بھی علوم اولین و آخرین جو تمہارے پیٹ میں ہیں جن کو خدا نے اپنے نبی کو سپرد کیا ہے کل چیزوں سے زیادہ تمہارے بوجھل ہونے کے لئے یہی کافی تھے اچھا اب بیان کرو کہ تمہارا اور ثابت کا کیا حال رہا۔ عرض کیا کہ جب میں نے اونکو اپنے ہاتھوں پر لیا تو معلوم

(بقیہ حاشیہ ص ۱۷۵) علی متقی نے کنز العمال میں لکھا ہے کہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ نے ابوبکر صاحب سے فرمایا کہ اَلشِّرْكُ فِيْكُمْ اَخْفٰى مِنْ دَبِيْبِ النَّمْلِ یعنی شرک تم لوگوں میں چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے (ازالۃ الخفا فارسی مقصد ۲ ص ۲۴ بیان احادیث ابوبکر۔ جامع صغیر حرف شین ص ۱۱۲ چھاپہ مصر۔ و در منثور جلد ۴ ص ۵۴ بحوالہ ادب المفرد امام بخاری۔ و کنز العمال جلد ۲ کتاب الاخلاق ص ۱۶۹ نمبر حدیث ۳۷۱۶۔ راوی اس روایت کے خود ابوبکر صاحب ہیں) **اور امام اعظم** اہلسنت ابوحنیفہ صاحب لکھتے ہیں کہ اِيْمَانُ اَهْلِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا يَزِيْدُ وَلَا يَنْقُصُ یعنی اہل آسمان اور اہل زمین کے ایمان میں نہ تو زیادتی ہوتی ہے نہ کمی (شرح فقہ اکبر مصنفہ ملا علی قاری ص ۷۶ چھاپہ مصر) **میں نہیں کہتا بلکہ** پیشوایانِ اہلسنت کی تحریریں کہتی ہیں کہ حضرت رسولؐ نے جناب ابوبکر کے شرک مخفی کی خبر دی اور ابوحنیفہ صاحب نے اون کے ایمان میں زیادتی ہونے سے انکار کیا۔ جس کا حاصل یہ نکلا کہ اونکا ایمان عمر بھر شرک آلودہ رہا **اس لئے** منافقوں کے زمرہ میں اون کے داخل نہ ہونے کی یا تو کوئی معقول وجہ جو مذکورہ بالا دلیلوں سے زیادہ مضبوط ہو تجویز کرنی چاہئے یا اونکی پیشوائی کے اعتقاد سے دست بردار ہونا چاہئے ۱۲ منہ

ہوتا تھا جیسے پودینہ کا ایک طاقہ (گڈی ۔ پولیدہ) ہاتھوں پر لئے ہوئے ہوں ۔ پھر اوپر نگاہ
کی تو دیکھا کہ تینوں منافق کنوئیں کے کنارے پر کھڑے ہوئے ہیں اور اونمیں سے ایک دونوں
ساتھیوں سے کہہ رہا ہے کہ ہم لوگ ایک ہی کو گرانا چاہتے تھے اور اسکی دو ہوگئے ۔ پھر بارا
باری تین پتھر لائے جنمیں سے ہر ایک پچھلا اپنے اگلے سے زیادہ وزنی تھا ہم پر گرایا اور تیسرا
پتھر گرا کر کہا کہ اگر ابوطالب اور قیس کے بیٹے ہزار جان بھی رکھتے ہونگے جب بھی اس سے بچ
نہیں سکتے ۔ میں نے ثابت کو چھپایا اور پتھروں کو اپنے سر اور پیٹھ پر لے لیا ۔ اور خدا نے
اونکے صدمے سے مجھے بچایا اور اونکا وزن مجھے محسوس نہ ہوا ۔ پتھروں کو گرا کر وہ سب واپس
گئے ۔ پس خدا کے حکم سے کنوئیں کا کنارہ نیچا اور تہ اونچی ہوکر دونوں برابر ہوگئے اور ہم دونوں
نکلکر چلے آئے حضرت سرورعالمؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوالحسن خدا نے تمہارے لئے
اس قدر فضائل اور ثواب (مراتب) قرار دیئے ہیں جنکو وہی جانتا ہے ۔ قیامت کے دن ایک
پکارنے والا پکارے گا کہ علیؑ کے دوست کہاں ہیں پس نیکوکاروں کی ایک جماعت کھڑی ہوگی ۔
اوس سے کہا جائیگا کہ جس کو چاہو ہاتھ پکڑ کر بہشت میں لے جاؤ ۔ انمیں جو بہت چھوٹے درجہ
کا شخص ہوگا اوسکی شفاعت (سفارش) سے بھی دس لاکھ آدمی نجات پائینگے ۔ پکارنے والا پھر
پکاریگا کہ علیؑ کے باقیماندہ دوست کہاں ہیں تو اوسط (مجھولے) درجہ کے لوگ کھڑے ہونگے ۔
پس حکم ہوگا کہ جو کچھ آرزو رکھتے ہو بارگاہ پروردگار میں عرض کرو وہ عرض کرینگے اور ہر حاجت
اونکی پوری کرنے کے بعد ایک لاکھ (نعمتیں) اون پر اضافہ کردیجائینگی ۔ پکارنے والا پھر پکاریگا
کہ علیؑ کے باقیماندہ دوست کہاں ہیں تو وہ لوگ کھڑے ہونگے جنھوں نے اپنے اوپر ظلم کیا تھا ۔[عہ]
پھر علیؑ کے دشمن پکارے جائینگے اور وہ حاضر ہونگے جنکی تعداد بہت زیادہ ہوگی پس انمیں
کے ایک ایک ہزار علیؑ کے دوستوں میں سے ایک ایک شخص[عہ] کا فدیہ قرار دیئے جائیں گے اور وہ
بہشت میں داخل کئے جائیں گے ۔ پھر حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ علیؑ کے دوستوں پر خدا کا
یہ بہت بڑا فضل و کرم ہے (کیونکہ) اونکا دوست خدا اور رسولؐ کا دوست ہے اور اونکا
دشمن خدا اور رسولؐ کا دشمن ہے ۔ امت محمدؐ میں وہ بہترین مخلوقات خدا ہیں ۔

عہ جیسے نماز نہیں پڑھتا تھا ۔ اور دوسرے مومنوں پر ظلم نہیں کرتا تھا عہ ڈھیٹھ اور شوخ چشمی اور بدباطنی
سے جانکر گناہ کرنے والے اس بشارت سے دھوکا نہ کھائیں کیونکہ اصول اور قواعد بتاتے ہیں کہ ایسے
لوگ بغیر سزا کے نجات نہیں پاسکتے ۱۲ منہ

پھر ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ نگاہ کرو پس حضرت نے عبد اللہ بن اُبی اور سات یہودیوں کی طرف نگاہ کی۔ تو حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھ لیا خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَ اَسْمَاعِهِمْ وَ اَبْصَارِهِمْ اے علیؑ محمدؐ کے بعد بہترین شہید اور گواہ) خدا زمین پر تم ہو اور بروز قیامت مومنوں کے ایمان اور منافقوں کے نفاق پر گواہی دوگے) اور کلام خدا خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰی سَمْعِهِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ میں اسی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اوس نشانی کو فرشتے اور رسول خدا اور اونکے بعد بہترین خلق خدا علی بن ابیطالب دیکھکر ان منافقوں کو پہچان لیتے ہیں۔ اور خدا اور محمد رسول اللہؐ کے ساتھ کفر کرنے کی وجہ سے آخرت میں ان لوگوں کے لئے عذاب عظیم ہے [۱]

آٹھواں فائدہ انذار کا معنی گناہوں پر ملامت کرکے عذاب خدا سے ڈرانا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ نعمات بہشت کی بشارتوں کو ذکر فرمانا عذاب سے انذار کو اس وجہ سے مقدم فرمایا کہ بہ نسبت بشارت کے اس کا اثر قوی اور زیادہ ہوتا ہے کیونکہ نقصان کو دفع کرنا نفع حاصل کرنے سے زیادہ ضروری اور لائق توجہ ہے

[۱] تفسیر برہان جلد ۱ ص ۳۶ آخر ۱۲ منہ

قولہ تعالیٰ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝

(الفاظ کے معانی) وَ۔ اور + مِنْ۔ سے۔ بعض + مَنْ۔ وہ شخص + يَقُوْلُ۔ کہتا ہے + اٰمَنَّا۔ ایمان لائے ہم لوگ + بِ پر۔ ساتھ + اللّٰهِ۔ خدا + يَوْمِ۔ دن + آخر۔ آخرت۔ قیامت + مَا۔ نہیں + هُمْ۔ وہ سب۔ وہ لوگ + مُؤْمِنِيْنَ۔ ایمان لانے والے۔ ایمان لائے ہوئے + يُخٰدِعُوْنَ۔ دھوکھا دیتے ہیں + اَلَّذِيْنَ۔ اون لوگوں + اٰمَنُوْا۔ ایمان لا چکے ہیں + يَخْدَعُوْنَ۔ دھوکھا دیتے ہیں۔ اِلَّا۔ مگر + اَنْفُسُ۔ ذات جان آپ + هُمْ۔ اپنی + يَشْعُرُوْنَ۔ سمجھتے ہیں + فِیْ۔ میں + قُلُوْب۔ دلوں + مَرَضٌ۔ بیماری + فَ۔ پس + زَادَ۔ بڑھا دیا + لَ۔ واسطے + عَذَابٌ سزا۔ تکلیف + اَلِيْمٌ۔ دردناک سخت + ب۔ بسبب + مَا۔ اس کے لئے کوئی معنی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مصدریہ ہے اور فائدہ اس کا یہ ہے کہ جس پر داخل ہوتا ہے اوس کو مصدری معنی میں کر دیتا ہے سیبویہ کے نزدیک یہ حرف ہے اور اخفش کے نزدیک اسم۔ اور اس کے بعد جو جملہ ہوتا ہے اوسکی

ضمیر اسکی طرف نہیں پھرتی ۔ ضمیر کا پھرنا خاص اسم موصول کا حکم ہے ۔ کَانُوْا ۔ ہیں وہ + یَکْذِبُوْنَ +

(بامحاورہ معنی) اور ان لوگوں (کافروں) میں سے بعض وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم لوگ خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لاچکے ہیں ۔ حالانکہ وہ (اور اونکے ساتھی جو اونکے ہم خیال ہیں) مومن نہیں ہیں (یعنی منافق ہیں اور اپنے خیال خام میں) وہ (رسولؐ) خدا اور مومنوں کو دھوکھا دینا چاہتے ہیں حالانکہ وہ اپنی ہی ذات کو دھوکھا دے رہے ہیں اور اسکو سمجھتے نہیں ہیں ۔ اون کے دلوں میں (شک اور نفاق) کی بیماری ہے ۔ پس خدا نے (اونکو اونکی حالتوں پر چھوڑدیا ہے اور) اونکی بیماری بڑھ رہی ہے اور خدا اور رسولؐ کو جھوٹلانے کی وجہسے اون کے لئے بہت زیادہ تکلیف دینے والا عذاب مہیا کیا گیا ہے ۔

(صرف) النّاس کی اصل سیبویہ کے نزدیک اُنَاسٌ ہے جو اِنْسٌ کی جمع ہے ۔ ہمزہ جو اس کا پہلا حرف ہے گرادیا گیا اور اوس کے بدلے میں الف اور لام لایا گیا ۔ پس ناس کو نہ تو بغیر الف اور لام کے استعمال کرتے ہیں اور نہ اناس کو الف اور لام کے ساتھ ۔ اور اس بنا پر النّاس کے بیچ کا الف زائد ہے ۔ اور دوسروں کے نزدیک النّاس کی اصل النوس ہے اور اس کے بیچ کا الف زائد نہیں ہے بلکہ واو کے بدلے میں لایا گیا ہے اور الف اور لام اسمیں تعریف کا ہے ۔ اور نوس کے اصل ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ اس کا مصغر عـه نُوَیْسٌ ہے ۔ اور تصغیر ہر لفظ کو اوس کے اصل کی طرف پھیر دیتی ہے ۔

یَقُوْلُ اَجْوَفْ واوی ہے یعنی واو اس کے تینوں اصلی حرفوں ق ۔ و ۔ ل کے جوف یعنی پیٹ (بیچ) میں واقع ہوا ہے ۔ اور اصل اسکی یَقْوُلُ واؤ پر ضمہ یعنی پیش تھا اور اوس کے پہلے حرف صحیح عـه کو سکون یعنی جزم ۔ اور واؤ پر ضمہ گراں معلوم ہوتا ہے ۔ اس لئے وہ ضمہ قاف کو دیدیا ۔ اور واؤ کو جزم ہوگیا یَقُوْلُ ہوگیا ۔ اٰمَنَّا مہموز الفاء ہے یعنی اس کے تینوں اصلی

عـه اسم دو طرح کا ہوتا ہے ایک مُکَبَّر دوسرا مُصَغَّر ۔ مُکَبَّر اوس کو کہتے ہیں جو بڑائی کو بتائے جیسے رَجُلٌ (بڑا مرد) ۔ اور مُصَغَّر اوس کو کہتے ہیں جو چھوٹائی کو بتائے ۔ جیسے رُجَیْلٌ (چھوٹا مرد) ۱۲ منہ

عـه علم صرف میں و + اور ی + اور ا + کو حرف علت کہتے ہیں اور باقی حرفوں کو حرف صحیح ۱۲ منہ

حرفوں ۔ ا ۔ م ۔ ن میں سے پہلا حرف ہمزہ ہے ۔ باب افعال میں جانے سے ایک ہمزہ پہلے ہمزہ سے
پہلے بڑھا گیا اَءْمَنَّا ہو گیا ۔ ان دونوں ہمزوں میں سے پہلے کو زبر ہے اور دوسرے کو جزم
پس اصل آمَنَّا کی اَءْمَنَّا ہوئی ۔ علم صرف کے قاعدہ سے دوسرے ہمزہ کو الف سے بدل دیا
آمَنَّا ہو گیا ۔ اور مصدر مجرد اس کا اَمْنٌ ہے ۔ اَلِیْمٌ فعیل کے وزن پر اسم فاعل ہے مُؤْلِمٌ
کے معنی میں یعنی تکلیف دینے والا اور مولم کی جگہ پر الیم کو جو مبالغہ کا وزن ہے اس وجہ سے ذکر
فرمایا تاکہ اپنے وزن سے زیادتی کو ظاہر کرے اور اپنے معنی سے فعل متعدی یعنی تکلیف پہونچانے کو
(نحو) من تبعیضیہ حرف جار الناس مجرور دونوں ملکر من یقول کی خبر مقدم ۔ من اسم
موصول یقول فعل مضارع اپنے فاعل یعنی ضمیر ہو سے جو من کیطرف پھرتی ہے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ
ہوکر اسم موصول کا صلہ ۔ موصول اور صلہ ملکر مبتدا موخر ۔ آمَنَّا فعل با فاعل ب حرف جر لفظ اللہ مجرور
جار مجرور ملکر معطوف علیہ واو حرف عطف ب حرف جر یوم موصوف آخر صفت ۔ دونوں ملکر مجرور ۔
جار اور مجرور ملکر معطوف ۔ معطوف علیہ اور معطوف ملکر متعلق آمَنَّا کا ۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے
ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر یقول کا مفعول ۔ واؤ حالیہ ۔ ما حرف نفی ۔ ھم ضمیر فصل کی مبتدا ۔ ب
حرف جر (جو معنی کے لحاظ سے زائد ہے کیونکہ کوئی حرف جر ہو جب مبتدا پر داخل ہوتا ہے
جیسے مَا مِنْ اَحَدٍ فِی اللّٰہِ الخ میں ہے ۔ یا خبر پر داخل ہوتا ہے ۔ جیسے اسی آیت بِمُؤْمِنِیْنَ
میں ہے ۔ یا فاعل پر داخل ہوتا ہے جیسے کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا الخ میں ہے تو وہ زائد سمجھا جاتا
ہے یعنی اوس کا معنی مراد نہیں لیا جاتا بلکہ فصاحت اور نفاست یا دوسری غرضوں سے لایا
جاتا ہے) مومنین مجرور ۔ جار اور مجرور ملکر خبر ۔ مبتدا اور خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ حالیہ ۔
یخادعون فعل مضارع ھم ضمیر جمع مذکر غائب کی جو اوسمیں پوشیدہ ہے اوس کا فاعل لفظ
اللہ معطوف علیہ ۔ واؤ حرف عطف الذین اسم موصول آمَنُوْا فعل ماضی ھم ضمیر جمع مذکر غائب
کی جو اوسمیں پوشیدہ ہے اور اسم موصول کی طرف پھرتی ہے اوس کا فاعل ۔ فعل اپنے فاعل
سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ۔ اسم موصول اور صلہ ملکر معطوف ۔ معطوف علیہ اور معطوف ملکر
یخادعون کا مفعول ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ۔ واو حالیہ ۔
ما حرف نفی ۔ یخدعون فعل مضارع ھم ضمیر جمع مذکر غائب کی جو اوس میں پوشیدہ ہے
اوس کا فاعل اِلَّا بمعنی غیر مضاف انفس مضاف ھم ضمیر جمع مذکر غائب کی مضاف الیہ ۔

ـــــــــــــــــــ

ﮧ چونکہ اس آیت میں مستثنیٰ منہ مذکور نہیں ہے اس لئے اِلَّا حرف استثنا نہیں ہو سکتا ۱۲

مضاف اور مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ کا مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ۔ واؤ حرف عطف ما حرف نفی یشعرون فعل مضارع ھم ضمیر جمع مذکر غائب کی جو اوسمیں پوشیدہ ہے اوس کا فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ فی حرف جر۔ قلوب مضاف ھم ضمیر جمع مذکر غائب کی مضاف الیہ۔ مضاف اور مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار اور مجرور ملکر خبر مقدم۔ مرض مبتدا ء موخر۔ مبتدا اور خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ۔ ف حرف تفریع زاد فعل ماضی ھم ضمیر جمع مذکر غائب کی پہلا مفعول لفظ اللہ فاعل۔ مرضا دوسرا مفعول۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ۔ واو حرف استیناف ل حرف جار۔ ھم ضمیر جمع مذکر غائب کی مجرور۔ جار اور مجرور ملکر خبر مقدم۔ عذاب موصوف الیم موصوف کائنٌ جو پوشیدہ ہے اوسکی صفت۔ ب حرف جار متعلق کائنٌ کا ما حرف مصدریہ کانوا فعل ماضی۔ ھم ضمیر جمع مذکر غائب کی اوس کا اسم۔ یکذبون فعل مضارع ھم ضمیر جمع مذکر غائب کی اوس کا فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر کانوا کی خبر۔ کانوا اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر ما مصدریہ کا صلہ ما اپنے صلہ سے ملکر مجرور۔ جار اور مجرور ملکر متعلق کائن کا ہوکر الیم کی صفت۔ موصوف اور صفت ملکر عذاب کی صفت۔ موصوف اور صفت ملکر مبتدا ء موخر۔ مبتدا ء موخر اپنے خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(معانی بیان) ۱ من یقول اس سے پہلے الذین کفروا الخ کی تفسیر میں ذکر کرچکا ہوں کہ مسند الیہ یعنی فاعل کو اسم موصول سے پہلے ذکر کرنے کی خصوصیات میں سے ایک غرض استہجان تصریح باسم ہے اور دوسری غرض وجہ بنا ء خبر۔ اس آیت میں جو خداوند عالم نے من یقول میں مَن اسم موصول کو ذکر فرمایا ہے اسمیں بھی وہی دونوں غرضیں پیش نظر ہیں۔ اسکی تفصیل کو اگلی آیت میں ملاحظہ فرمائیں ۲ فزادھم اللہ مرضًا اس آیت میں مرض بڑھانے کی نسبت جو خدا کی طرف کی گئی ہے اوسکی دو وجہیں اس وقت ذہن قاصر میں آرہی ہیں پہلی وجہ یہ ہے کہ ہر زبان میں کچھ الفاظ اپنے اصلی معانی میں استعمال کئے جاتے ہیں اور کچھ مجازی (غیر اصلی) میں۔ اور یہ استعمال کلام کی خوبیوں سے سمجھا جاتا اور وسعت لغات کا ذریعہ ہے اسی قسم کے استعمالوں میں سے ایک استعمال یہ ہے کہ کوئی فعل ایسے

ع ۵ برا سمجھنا اور پسند نہ کرنا ۱۲ منہ

شخص کیطرف نسبت دیاجائے جس کو اوس فعل سے دور کا تعلق ہو۔ جیسے شفی الطبیب المریض (بیمار کو طبیب نے اچھا کیا) میں دوا بتانے والے کیطرف اچھا کرنے کی نسبت دیگئی ہے۔ حالانکہ مومن کے اعتقاد کے مطابق بیماری دفع کرنے والا درحقیقت خدا ہے۔ اور جاہل کے اعتقاد کے مطابق دوا طبیب کا کام صرف دوا بتادینا ہے۔ اور جیسے اغرق زید عمرًا (عمرو کو زید نے ڈوبا دیا) میں ڈوبانے کی نسبت زید کی طرف اس وجہ سے دی جاتی ہےکہ وہ عمرو کو ڈوبتا ہوا دیکھتا رہا اور نہ نکالا۔ خواہ اس وجہ سے کہ زید نے سستی اور معصیت کی یا اس وجہ سے کہ عمرو ظالم تھا اور اوس کا ہلاک ہوجانا ہی اچھا تھا۔ پہلی یعنی معصیت کی صورت میں یہ کلام زید کی مذمت کے مقام میں ذکر کیا جاتا ہے اور دوسری صورت میں تعریف کے مقام میں اسی طرح خالد بن ولید نے جب مالک بن نویرہ صحابی کی نہایت خوبصورت عورت کو دیکھا اور اوس پر عاشق ہو کر قبضہ کرنے کے لئے مالک کو قتل کرنا چاہا اور ضرار بن ازور کو قتل کرنے کا حکم دیا تو مالک نے کہا کہ ھذہ التی قتلتنی اسی عورت نے ہم کو قتل کیا۔ حالانکہ اوس عورت کا سبب قتل ہونا پانچویں درجہ میں تھا۔ پہلا درجہ ضرار قاتل کا ہے اور دوسرا درجہ خالد حکم دینے والے کا۔ تیسرا درجہ اوس کے عشق کا۔ چوتھا درجہ اوس عورت کے حسن و خوبصورتی کا۔ پانچواں درجہ خود اوس کا۔ کیونکہ صاحب حسن وہی تھی اور خالد نے اوسی رات کو اوس عورت سے بغیر عدہ گذرے زنا کیا۔ اسی قتل اور زنا کاری کی وجہ سے حضرت خالد بن ولید سیف اللہ کہا جاتا ہے۔ بہرحال اس آیت میں مرض بڑھا دینے کی نسبت خدا کی طرف دوسری مثال کی قسم سے ہے۔ اور مقصود یہ ہے کہ وہ منافق جو اس آیت میں مراد لئے گئے ہیں اور اپنی بد ذاتی اور باطنی خباثت اور خدا و رسولؐ و دین اسلام سے عداوت کی وجہ سے گمراہی اور منافقانہ چال کو سختی سے اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اور خدا اور رسولؐ اور مومنوں کو اپنے خیال ناقص میں مغالطہ اور دھوکا دینا چاہتے ہیں جسکی وجہ سے نہایت درجہ مبغوض اور شدید عذاب کے مستحق ہیں اس لئے خدا نے اپنی رحمت اور تفضل

ع۵ ہر چیز کے وجود سے دو چیزوں کا تعلق ہوا کرتا ہے۔ ایک مقتضی یعنی اوس کے وجود کو چاہنے والا دوسرے مانع یعنی اوس کو موجود ہونے سے روکنے والا پس جس چیز کا موجود ہونا مناسب ہوتا ہے اوس کے چاروں مقتضیوں کا پایا جانا ضروری ہوتا ہے اور کل مانعوں کا برطرف ہونا۔ اور جو چیز مطلوب نہیں ہوتی

اون پر سے اوٹھالی اور اونکو اپنی حالتوں پر چھوڑ دیا جسکی وجہ سے مرض نفاق اون کا بڑھتا گیا۔ پس درحقیقت نفاق بڑھنے کا سبب وہ خود ہیں جسکی نسبت خدا کیطرف اس وجہ سے دی گئی ہے کہ اوس نے اونکے ساتھ محبتانہ برتاؤ نہ کیا اور رحمت اور تفضل کا مستحق نہ سمجھا دوسری وجہ یہ ہے کہ ہر زبان میں اختصار یا مبالغہ کے لحاظ سے مضاف[ع] کو گرادیا کرتے ہیں

(بقیہ حاشیہ صـ۱۸۲) اوس کے چار مقتضیوں میں سے کسی ایک کو حاصل نہ کرنا یا حاصل نہ ہونا اور نہ پائے جانے کے لئے کافی ہوجاتا ہے **اور ایمان اور عمل خیر** کے لئے مقتضی چار چیزیں ہیں۔ ۱۔ کرنے والے کی قدرت ۲۔ اسباب کا مہیا ہونا جیسے وضو کے لئے پانی کو اور تیمم کے لئے مٹی کو خدا کا پیدا کردینا ۳۔ مطلوبات پروردگار کیطرف تعلیم و ہدایت جس کو خدا نے انبیاء و اوصیاء مقرر کرکے پورا کردیا۔ ۴۔ بندوں کا ارادہ جو اونکا اختیاری امر ہے۔ **اور مانع** بہت زیادہ اور غیر معین ہیں۔ اس لئے اون کا شمار ممکن نہیں ہے **خدائے عادل نے** چاروں مقتضیوں میں اپنے کل بندوں مومن اور کافر۔ فرماں بردار اور نافرمان سب کو برابر کا حصہ دار بنایا ہے ورنہ اوس پر ظلم اور جبر قبیح لازم آتا۔ اور مانع کو برطرف کرنے کا مستحق صرف اوسی بندے کو قرار دیا ہے جو ایمان اور عمل خیر کو اختیار کرنا چاہیئے۔ اور اسی کو توفیق اور رحمت و تفضل کہتے ہیں **پس** اگر مثلاً کوئی شخص ایمان لانا چاہے اور باقی تینوں مقتضی بھی موجود ہوں۔ اور کوئی شیطان جن یا انس اوسکو بہکانا یا اوس کے خیالات کو خراب کرنا چاہے تو خدا پر لطف و مرحمت کی راہ سے واجب ہے کہ اوس شیطان کو دفع کرنے یا اوس کے اغوا سے اثر نہ لینے میں اوسکی مدد کرے۔ **لیکن** جو شخص اپنی باطنی خباثت سے ایمان لانا ہی نہیں چاہتا چونکہ اوس کے حق میں موانع یعنی شیاطین کو دفع کرنا ایک بیکار اور عبث فعل ہے۔ اس لئے خدا اوسمیں دخل نہیں دیتا۔ اور اوسکو اپنی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔ اور اوسکا کفر یا نفاق باقی رہ جاتا ہے پس اس کفر اور نفاق کا بقاء اگرچہ خود اوس شخص کے ارادۂ ایمان نہ کرنے کا نتیجہ ہے لیکن چونکہ خدا نے فعل عبث سمجھکر اوس رحمت اور تفضل کو اوس سے روک لیا ہے جس کو ارادۂ ایمان کرنے والوں کے ساتھ برتتا ہے۔ اس لئے اوس کے نفاق کو بڑھانے کی نسبت اوسکی طرف مجازاً دیگئی جس طرح ڈوبانے کی نسبت زید کی طرف اوس صورت میں دیجاتی ہے جبکہ ڈوبنے والا اپنے ارادہ سے ڈوبتا ہے اور زید اوسکو مستحق ہلاکت سمجھکر نہیں نکالتا ۱۲ منہ

ع۔ جیسے کلام پروردگار وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا (آیا پروردگار تیرا یعنی حکم یا عذاب اوس کا) اور جیسے کلام اعشیٰ شاعر عرب جاہلیت جس نے اسلام قبول کرنے کے وقت کہا تھا ؎

جیسے اگر کوئی شخص کسی کے عشق میں دیوانوں کی طرح حیران وسرگردان ہو یا دیوانہ ہو جائے تو لوگ عام طور سے کہتے ہیں کہ فلاں نے اس کو دیوانہ بنا رکھا ہے۔ یعنی اوسکی محبت نے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی عزیز کی بداخلاقی کی وجہ سے غم ورنج کر کے مرجائے تو کہتے ہیں کہ اس کو فلاں نے مار ڈالا یعنی اوسکی بداخلاقیوں نے اسی طرح اس آیت میں مقصود یہ ہے کہ منافقوں کے نفاق کو خدا نے یعنی اوس عداوت نے بڑھایا جو خدا کی طرف سے منافقوں کے دلوں میں تھی پس اس بنا پر اس آیت کی اصل یوں ہوگی فَزَادَهُمُ الضِّغْنُ عَلَى اللّٰهِ الَّذِي فِي صُدُوْرِهِمْ مَرَضَ نِفَاقِهِمْ (پس زیادہ کر دیا اوس عداوت نے جو خدا کی طرف سے منافقوں کے دلوں میں تھی اون کے مرض نفاق کو) اور چونکہ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عداوت سے حضرت رسولؐ سے عداوت کرنا مقصود ہے۔ اس لئے اصل اسکی اَلضِّغْنُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ہوگی یعنی اوس عداوت نے بڑھایا جو رسول اللہؐ سے رکھتے تھے۔ اور عداوت کی وجہ سے تمرد اور سرکشی کے بڑھتے جانیکی مثالیں دنیا میں بہت زیادہ پائی جا رہی ہیں اس کو لکھنے کے بعد میں نے تفسیر برہان کا مطالعہ کیا تو ایک فرمائش حضرت امام موسے کاظم علیہ الصلوة والسلام کی ملی جس میں حضرت نے اس جملہ کی توجیہ فرمائی ہے جو میری اس دوسری توجیہ سے ملتی جلتی ہے جس کو انشاء اللہ تعالے باطنی تفسیر میں لکھوں گا۔

تفسیر

(ظاہری) اور ان کافروں میں بعض وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ خدا اور قیامت کے دن پر ہم لوگ ایمان لاچکے ہیں۔ اور یہ لوگ اُبَیّ بن کعب اور اوس کے ساتھی ہیں اور اوّل اور دوم اور حکم بن عتیبہ اور اون کے ساتھی منافقؑ جن کا کفر بڑھتا گیا اور آنکھوں پر

(بقیہ حاشیہ ۱۸۳) اَلَمْ تَغْتَمِضْ عَيْنَاكَ لَيْلَةَ اَرْمَدَا مقصود اوس کا یہ ہے کہ جس طرح آنکھوں کے درد والے کی آنکھیں رات کو بند نہیں ہوتیں کیا اوسی طرح تمہاری آنکھیں بھی بند نہ ہوئیں۔ پس اس مصرعہ میں لفظ لیلة سے پہلے اغتماض جو مضاف تھا گرا دیا گیا ہے ۱۲ منہ

عہ (اہل سنت) اہلسنت کی معتبر کتابوں میں کچھ مضامین وحشتناک پائے جاتے ہیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات اونمیں غور کریں کہ صحیح ہیں یا غلط۔ اور اون کے غلط ہونے کا ثبوت قوی ہے یا کمزور حضرت ابوبکر بیان کرتے ہیں کہ حضرت سرور عالمؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے صدیق (ابوبکر) شرک تم میں چیونٹی کی چال کی آواز سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے لہ حضرت عمر نے کہا یا حُذَیْفَةُ بِاللّٰهِ اَنَا مِنَ الْمُنَافِقِیْنَ

لہ تحفہ ازالة الخفا فارسی مقصد ۱ دوم صفحہ ۲۴ بیان احادیث مرویہ ابوبکر و کنز العمال جلد ۲ کتاب الاخلاق صفحہ ۱۶۹ نمبر حدیث ۳۴۰۰ ذکر شرک خفی و تفسیر درمنثور جلد ۴ صفحہ ۵۴ و الادب المفرد امام بخاری ۱۲ منہ

[illegible]

تعصب اور عناد کا پردہ پڑ گیا اور خدا نے اپنے خاص بندوں کی آگاہی کے لئے انکی پیشانیوں پر نشانیاں لگا دیں۔ اور حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ کو آگاہ کر دیا کہ ما ھم بمؤمنین یعنی یہ سب دل سے ایمان نہیں لائے ہیں بلکہ منافق ہیں یعنی دل میں ان کے کفر ہے اور زبان سے اسلام کا دعوے کرتے ہیں۔ اور اس بات پر اتفاق کر لیا ہے کہ جب قدرت پائیں تم کو اور اون لوگوں کو جو تم کو دوست رکھتے ہیں اور جن کو تم دوست رکھتے ہو مار ڈالیں۔ اور خدا کے حکموں سے سرکشی کریں۔ یہ سب اپنے دلی خیالوں کے خلاف باتوں کو تم پر ظاہر کرکے تم کو دھوکھا دینا چاہتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۴) یعنی اے حذیفہ (راز دار حضرت رسولؐ) قسم خدا کی میں منافقوں سے ہوں لہ

حضرت عمر نے حضرت علی علیہ السلام اور جناب عباس سے کہا کہ تم دونوں مجھکو اور ابوبکر کو جھوٹا۔ اور بدکار اور بے وفا۔ اور بے ایمان کہا کرتے تھے ۲ **اور آیت تطہیر** یہ بتاتی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام معصوم تھے کسی پر جھوٹی تہمت نہیں لگا سکتے تھے۔ **اور امام اہلسنت** بخاری صاحب لکھتے ہیں کہ جس میں چار صفتیں ہوں وہ خالص منافق ہے ۱ جھوٹھ بولے ۲ وعدہ پورا نہ کرے ۳ بے وفائی کرے ۴ فجور اور بدکاری کرے ۳ **سعد بن عبادہ** کو عمر صاحب نے کہا منافق ہے ۴ اور اُسید بن حُضیر نے بھی انکو منافق کہا ۵ **عبدالرحمن بن عوف** کو جو عشرہ مبشرہ سے تھے عثمان صاحب نے منافق کہا ۶ **اخنس بن شریق** منافق تھا ۷ **ابیجہ بن امیہ** منافق تھا ۸ **اسید بن حضیر** منافق تھا ۹ **عبداللہ بن ابی سلول** کو عمر صاحب نے کہا کہ منافق ہے ۱۰ **ابن ابی ملیکہ** کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ یعنی تیس شخصوں کو دیکھا جن کو اپنے منافق ہونے کا دغدغہ تھا (بخاری کتاب الایمان) **ان تفصیلوں** سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اہلسنت کا قاعدہ یعنی الصحابۃ کلھم عدول (صحابہ کل عادل ہیں) غلط اور باطل ہے ۱۲ منہ

۵ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ جب جنگ تبوک سے واپس ہوئے تو راہ میں ایک عقبہ (پہاڑ کی چوٹی پر کا خطرناک راستہ) ملا حضرت نے پکروا دیا کہ جب تک آپ گذر نہ جائیں کوئی اوس پر نہ چڑھے حذیفہ حضرتؐ کے اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے تھے اور عمار پیچھے سے ہانک رہے تھے حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ بارہ آدمی اور بروایتے چودہ آدمی اوس پر چڑھے جو منہ لپیٹے ہوئے تھے۔ حضرتؐ کو خبر ہوئی۔ حضرتؐ نے اونکو ڈانٹا۔ اور بروایتے عمار نے اونکی سواریوں کے منہ پر مارا وہ بھاگے حضرتؐ نے پوچھا کہ ان لوگوں کو پہچانا۔ عرض کیا یا رسول اللہ یہ سب اپنا منہ چھپائے ہوئے تھے فرمایا کہ یہ منافق ہیں جو مجھکو گرا کر ہلاک کرنے کی غرض سے آئے تھے۔ حضرتؐ نے حذیفہ کو انکا نام بتایا

حالانکہ اس کا نقصان اونھیں کو پہونچے گا۔ خدا کو اونکی کوئی پروا نہیں ہے اور نہ اونکی مدد کا محتاج ہے۔ اگر خدا اونکو قیامت کے عذاب اور دوسروں کے امتحان کے لئے چھوڑ نہ رکھتا تو نہ وہ فسق و فجور کر سکتے اور نہ تمرد اور سرکشی۔ اور وہ نہیں سمجھتے کہ اس کا نقصان اونھیں کو پہونچے گا اور

(بقیہ حاشیہ ص۱۸۵) اور فرمایا کہ کسی سے نہ کہنا۔ یہ سب قیامت تک منافق رہیں گے [1] **امام اہلسنت** بیہقی صاحب لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ صحیح ہے [2] **بی بی عائشہ** بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ سے پوچھا کہ اُحد سے بھی زیادہ سخت واقعہ آپکو کبھی پیش آیا ہے۔ فرمایا یقیناً تیری قوم سے بہت سی سختیاں جھیلی ہیں لیکن زیادہ سخت واقعہ جو تیری قوم سے میرے لئے درپیش ہوا وہ واقعہ عقبہ ہے [3] **اب سوال** یہ پیدا ہوتا ہے کہ بی بی عائشہ کے قوم سے واقعہ عقبہ میں کون لوگ تھے **شیعی حدیث** میں مذکور ہے کہ حذیفہ نے اپنے مرض الموت میں صاحبان عقبہ کے نام جو بتائے تھے وہ یہ ہیں۔ ابو بکر (۱) صاحب اور عمر (۲) صاحب اور طلحہ (۳) اور عمرو (۴) بن عاص اور سعد (۵) بن ابی وقاص اور عبد الرحمن (۶) بن عوف **یہ چھ** آدمی عائشہ کے قوم و قبیلہ کے کعب کی اولاد ہیں۔ اور عثمان (۷) صاحب اور معاویہ (۸) بن ابو سفیان یہ دونوں بنوامیہ سے ہیں جو خاندان خلیفۂ اوّل کے حلیف اور ہم سوگند تھے اور ابو عبیدہ (۹) جراح قریشی۔ اور ابو موسےٰ (۱۰) اشعری۔ اور مغیرہ (۱۱) بن شعبہ اور اوس (۱۲) بن حدثان۔ اور ابو ہریرہ (۱۳) اور ابو طلحہ انصاری یہ لوگ غیر قریش ہیں [4] **اگر حضرات اہلسنت** اس حدیث کو قبول نہ کریں تو ایسی حدیث سے جسکی سند صحیح اور دلالت درست ہو بحوالہ کتاب معتبر اون کے ناموں کو معین کر دیں۔ ہم شیعے قبول کرینگے **پھر یہ بھی** قابل لحاظ ضرور ہے کہ حاشیہ ص۱۸۴ مذکورہ بالا کے مضامین جو معتبر کتابوں سے نقل کئے گئے ہیں شیعی حدیث کی تائید کر رہے ہیں یا نہیں۔ عہ خداوند عالم نے حضرت رسولؐ کے ساتھ اچھا یا برا برتاؤ کرنے کو کئی آیتوں میں اپنے ساتھ برتاؤ کرنا قرار دیا ہے جیسے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے رسولؐ کی پیروی کی اوس نے خدا کی پیروی کی۔ الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ جو لوگ تمہارے ساتھ بیعت کرتے ہیں وہ خدا کے ساتھ بیعت کرتے ہیں۔ اسی طرح اس آیت میں بھی حضرتؐ کے ساتھ مکر و فریب کرنے کو اپنے ساتھ مکر و فریب کرنا قرار دیا ہے ۱۲ منہ

---

[1] روضۃ الاحباب ذکر جنگ تبوک جلد ۱ ص۴۰۳ و صحیح مسلم باب ذکر منافقین جلد ۲ ص۳۶۶ و درمنثور و تاریخ خمیس و مدارج النبوۃ رکن چہارم باب ۱۲ و وقائع سال ۹ بیان جنگ تبوک ص۲۰ و شواہد النبوۃ و تفسیر جلالین ۱۲ منہ [2] روضۃ الاحباب جلد ۱ ذکر جنگ تبوک ۱۲ منہ [3] بخاری جلد ۲ آخر ص۱۲۳ چھاپہ مصر کتاب بدء الخلق باب اذا قال احدکم و صحیح مسلم باب ما لقی النبی من المشرکین والمنافقین جلد ۲ ص۱۰۶ و مدارج النبوۃ جلد ۲ ص۴۳۲ بیان وقائع سال دہم ۱۲ منہ
[4] شرح اربعین علامہ مجلسی علیہ الرحمہ شرح حدیث ۲۲ ص۹۰ ۱۲ منہ

(بقیہ حاشیہ ص۱۸۵) [2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب ما یعرف النبی ۱۲ منہ [3] بخاری کتاب خمس باب اثم من عاہد جلد ۲ ص۱۴۴ چھاپہ مصر ۱۲ منہ [4] تاریخ طبری بحث سقیفہ ۱۲ منہ [5] بخاری کتاب تفسیر سورہ نور ملا [6] صواعق محرقہ باب ۱ فصل ۳ ص۹ ۱۲ منہ [7] ص۱۵ ایضاً ۱۲ منہ [8] ص۱۵ ایضاً ۱۲ منہ [9] شرح ابن ابی الحدید جز ۹ ص۲۹۳ ۱۲ منہ

خدا اون کے نفاق کو جانتا ہے اور اونکے کفر اور جھوٹ سے آگاہ ہے۔ اور اپنے نبیؐ کو اس سے خبر دیکر آیت لَعْنَۃُ اللہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ اون پر لعنت کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان کے دلوں میں نفاق ہے۔ کیونکہ نبیؐ اور وصیؑ اور مومنین سے عداوت اور کینہ اور حسد اور غیظ و غضب کی وجہ سے ان کے دل دیگ کی طرح جوش کھا رہے ہیں۔ خدا نے بھی انکو انکی حالتوں پر چھوڑ دیا ہے اور مہلت پاکران کا مرضِ نفاق دن بدن بڑھ رہا ہے۔ اور خدا نے جھوٹے دعوائے اسلام کی وجہ سے نہایت دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے جو خاص انھیں کے لئے ہے کیونکہ انکی جگہ جہنم میں سب سے نیچے کے طبقے میں ہے۔ جس کو درک اسفل کہتے ہیں۔ جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (سورہ نساء پ آیت ۱۴۴) یعنی یہ یقینی بات ہے کہ منافق جہنم میں سب سے نیچے کے طبقے میں رکھے جائیں گے۔

حدیثین

(بطریق شیعہ) قولہ تعالیٰ وَمِنَ النَّاسِ الخ لے علی بن ابراہیم علیہ الرحمہ بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ آیت منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی جنھوں نے حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ کے سامنے اسلام ظاہر کیا اور جب کفار کے پاس جاتے تھے تو کہتے تھے کہ ہم لوگ تمہارے ساتھ ہیں اور جب مومنوں کے پاس آتے تھے تو کہتے تھے کہ ہم لوگ مومن ہیں۔ اور کافروں سے کہتے ہیں کہ ہم لوگ تمہارے ساتھ ہیں۔ اور مومنوں سے ہم لوگ مسخراپن اور مذاق کرتے ہیں۔ اس کا جواب خدا نے یہ دیا ہے کہ خدا انکی مسخراپن کی سزا اونکو دیگا۔ اور اونکو مہلت دیگا کہ اپنی سرکشی میں سرگرداں رہیں لے ۲ محمد بن حسن صفار علیہ الرحمہ بسند صحیح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ حکم بن عُیینہ اونھیں منافقوں میں سے ہے جن کے حق میں خداوند عالم نے من الناس من یقول الخ فرمایا ہے۔ حکم بن عُیینہ چاہے مشرق کی طرف توجہ کرے (یعنی یہودی ہوجائے) یا مغرب کی طرف توجہ کرے (یعنی اسلام اختیار کرے) قسم خدا کی علم کو نہ پائیگا لیکن اہلبیت (رسول اللہؐ) سے جن پر حضرت جبرئیل اُترے ۲ے

لے تفسیر برہان جلد ا ص۳۷ ۱۲ منہ ۲ے تفسیر برہان جلد ا ص۳۸ ۱۲ منہ

قولہ تعالیٰ یخادعون اللہ الخ ابن بابویہ علیہ الرحمہ بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار سے کسی نے پوچھا کہ قیامت کے دن نجات کس چیز میں ہے ارشاد فرمایا کہ نجات اسمیں ہے کہ خدا کو دھوکھا نہ دو تاکہ اوسکی سزا میں مبتلا کئے جاؤ کیونکہ خدا کو جو شخص بھی دھوکھا دیگا وہ اسکی سزا کریگا اور ایمان اوس سے رخصت ہو جائیگا۔ ایسا شخص اگر سمجھے تو اوس کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ خود اپنی ہی ذات کو دھوکھا دے رہا ہے۔ پس پوچھا گیا کہ خدا کو کیونکر دھوکھا دیا جا سکتا ہے تو ارشاد فرمایا کہ اس طرح کہ اوس کے حکم پر عمل کرے لیکن غرض اوسکی دوسرے کو دیکھانا سنانا ہو۔ پس ریا یعنی (عبادتوں میں) دیکھانے سُنانے کے ارادے سے بچتے رہو۔ کیونکہ یہ (بھی) خدا کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ دیکھانے سُنانے کا ارادہ کرنے والے قیامت کے دن چار ناموں سے پکارے جائیں گے ۱ اے کافر ۲ اے فاجر (بدکار) ۳ اے غادر (بے وفائی کرنے والا) ۴ اے خاسر (گھاٹا اوٹھانے والا) تیرا عمل (عبادت) برباد ہوا۔ تیرا ثواب مٹ گیا اور آج تیرے لئے (ثواب سے) کوئی حصہ نہیں ہے۔ پس جس کے لئے تو نے یہ عمل کیا تھا اوسی سے ثواب مانگ لے [1]

قولہ تعالیٰ ومن الناس الخ ۱ ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ اس آیت (بطریق سنی) [2] سے قبیلہ اوس اور خزرج کے منافق اور اون کے ہم خیال دوسرے قبیلے والے مقصود ہیں (خواہ وہ قریشی ہوں یا غیر) [2] ۲ قتادہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں منافقوں کی حالت بیان کی گئی ہے جن کے دل میں خیانت ہے قسم زیادہ کھاتے ہیں (دین اسلام کا) زبان سے اقرار کرتے ہیں اور دل سے انکار۔ زبان سے اوسکی تصدیق کرتے ہیں اور بر خلاف اوس کے عمل کرتے ہیں۔ صبح اونکی ایک حالت (عقیدہ) پر ہوتی ہے اور شام دوسری حالت (عقیدہ) پر کشتی کی طرح ڈگمگاتے رہتے ہیں اور جس طرف ہوا چلتی ہے اوسی طرف بہ جاتے ہیں (یعنی عقیدہ اون کا درست اور پختہ نہیں ہے) [3] ۳ محمد بن سیرین [4] کہتے ہیں کہ صحابہ کے نزدیک اس آیت سے بڑھکر کوئی دوسری آیت زیادہ خوفناک

---

[1] تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۳۰ ۱۲ منہ [2] تفسیر در منثور جلد ۱ صفحہ ۲۹ بحوالہ ابن اسحاق و ابن جریر و ابن ابی حاتم

[3] تفسیر در منثور جلد ۱ صفحہ ۲۹ بحوالہ عبد بن حمید ۱۲ منہ

[4] محمد بن سیرین ثقہ اور معتبر اور عبادت گذار اور جلیل القدر تھے (تقریب التہذیب) ۱۲ منہ

نہ تھی۔ یعنی جس قدر اس سے ڈرتے تھے دوسری آیتوں سے نہیں ڈرتے تھے[۱]

قولہ تعالیٰ یخادعون اللہ الخ [۱] اصحابہ میں سے کسی نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ سے پوچھا کہ قیامت کے دن نجات کا ذریعہ کیا ہے ارشاد فرمایا کہ خدا کو دھوکھا نہ دینا۔ عرض کیا کہ ہم لوگ خدا کو کیونکر دھوکھا دے سکتے ہیں فرمایا اس طرح کہ خدا کے حکم پر عمل کرو اور غیر کو دیکھانے سُنانے کا ارادہ کرو۔ پس ریا یعنی دیکھانے سنانے کا ارادہ کرنے سے ڈرو کیونکہ خدا کے ساتھ شرک کرنا یہ بھی ہے۔ ایسا ارادہ کرنے والے قیامت کے دن بھرے مجمع میں چار نام سے پکارے جائیں گے [۱] اے کافر [۲] اے فاجر (بدکار) [۳] اے خاسر (گھاٹا اوٹھانے والا) [۴] اے غادر (بے وفا) تیرا عمل برباد اور ثواب باطل ہوگیا۔ اور آج تیرے لئے (ثواب سے) کوئی حصہ نہیں ہے جس کو دیکھانے سنانے کیلئے عمل کیا تھا اوسی سے ثواب (عمل کا بدلا) مانگ لے [۲] علامہ سیوطی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے کیونکہ مرسلہ ہے یعنی بیان کرنے والے صحابی کا نام مذکور نہیں ہے **لیکن** دو وجہوں سے یہ حدیث ضعیف نہیں کہی جا سکتی [۱] ایک اس وجہ سے کہ اہلسنت کے عقیدے کے مطابق کل صحابہ عادل ہیں۔ اس لئے نام معلوم نہ ہونے سے حدیث کے اعتبار میں کوئی خرابی نہیں آسکتی دوسرے اس وجہ سے کہ اسی مضمون کی شیعہ حدیث جو بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اوپر ذکر کی گئی اسکی تائید کرتی ہے [۳] ابن وہب (یعنی عبداللہ بن وہب) کہتے ہیں کہ میں نے ابن زید (یعنی محمد بن زید بن مہاجر) سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو جواب دیا کہ منافق خدا اور رسولؐ اور مومنوں کو اس طرح دھوکھا دیتے تھے کہ وہ اس بات کو ثابت کرنا چاہتے تھے کہ (ارکان اسلام) جس کو وہ ظاہر کرتے تھے اوس پر ایمان لا چکے ہیں۔ حالانکہ نہیں لائے تھے

---

[۵] کیونکہ ظاہری تفسیر اور حدیث نمبر ۲ لطائف شیعہ اور حدیث نمبر ۱ بطریق سنی سے پتہ ملتا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں خداوند عالم نے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ کو منافقوں کے نام بتا دیئے تھے جنکو حضرت نے حذیفہ کو بتایا تھا۔ اور حضرت عمر کو اس بات کے سمجھنے کی بڑی فکر تھی کہ منافقوں کی فہرست میں انکا نام ہے یا نہیں اور اسکو حذیفہ سے کئی مرتبہ پوچھا تھا [۱] **کبھی پوچھا** کہ منافق کی پہچان مجھ میں ہے یا نہیں [۲] **کبھی پوچھا** کہ اسماء منافقین کی فہرست میں میرا نام ہے یا نہیں [۳] **کبھی** منافقوں کے نام پوچھے [۴] **کبھی** ایک دوسرے کو منافق کہا کرتا تھا جیسا کہ قبل اس کے حاشیہ ۱۸۵ میں گذرا اور ابن ابی ملیکہ نے تیس صحابیوں میں [illegible] نفاق کو بیان کیا جیسا کہ حاشیہ ۱۸۵ میں گذرا اور حضرت عمر خود اپنے حق میں کہہ گذرے کہ یا حذیفہ باللہ [illegible]
امام ذہبی لکھتے ہیں کہ اسکے راوی صحابی جلیل القدر اور بہت معتبر تھے (میزان الاعتدال حال زید بن وہب) ۱۲ منہ

[۱] در منثور جلد ۱ ص۲۹ ۱۲ منہ
[۲] در منثور جلد ۱ ص۳۰ بحوالہ مسند احمد بن منیع ۱۲ منہ
[۳] معالم التنزیل [illegible] ۱۲ منہ
[illegible]
[۵] کنز العمال جلد ۷ ص[illegible] [illegible]

تھے کہ وہ اپنے کفر و نفاق سے جس کو چھپائے ہوئے تھے اپنی ہی ذات کو نقصان پہونچا رہے تھے۔ ابن جریج اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ کو اس غرض سے ظاہر کرتے تھے کہ اونکی جان اور مال محفوظ رہے حالانکہ اون کے دلوں میں اس کا غیر یعنی کہ نفاق تھا قولہ تعالیٰ فی قلوبھم مرض الخ ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ مرض سے نفاق مقصود ہے۔ اور ان منافقوں کے لیئے دردناک عذاب اس وجہ سے ہے کہ وہ (کلام خدا کو) جھٹلاتے اور اسمیں تحریف کرتے ہیں

(باطنی تفسیر) ومن الناس من یقول الخ ان لوگوں سے اول اور دوم اور ابو ... اور ان سب کے ہم خیال منافق مقصود ہیں جن کا کفر باطنی بڑھتا گیا اور پیشانیوں پر نشانیاں لگانے کا سبب ہوا اور اونکی آنکھوں پر تعصب اور عداوت کا پردہ پڑ گیا خاص کر کے غدیر خم کے دن حضرت علی علیہ السلام کی خلافت اور امامت کے اعلان کرنے کے بعد۔ اور اس آیت میں کل وہ لوگ داخل ہیں جو اون کے بعد ہوئے اور قیامت تک پیدا ہوتے رہینگے اور اس خیال فاسد میں اپنے اگلوں کی پیروی کر چکے ہیں اور کرتے رہیں گے اگرچہ نفاق میں اون سے کم ہوں (تفسیر صافی صـ۲۲)

حدیثین

(طریق شیعہ کا) بسند صحیح حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ غدیر خم میں حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ نے جب عالم علم لدنی حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو اپنا جانشین بنایا اور لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ بتاؤ میں کون ہوں تو لوگوں نے عرض کیا کہ آپ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہیں۔ تو ارشاد فرمایا کہ یہ بتاؤ کہ کیا میں تمہاری جانوں پر خود تم سے زیادہ اختیار نہیں رکھتا اور تمہارا آقا نہیں ہوں سب نے عرض کیا کہ بے شک زیادہ اختیار رکھتے اور آقا ہیں۔ پس حضرت نے آسمان کی طرف دیکھا اور

ـلہ درمنثور جلد ۱ صـ۳۰ بحوالہ ابن جریر ۱۲ منہ ـلہ درمنثور جلد ۱ صـ۳۰ بحوالہ ابن ابی حاتم ۱۲ منہ ـلہ درمنثور جلد ۱ صـ۳۰ بحوالہ ابن جریر و ابن ابی حاتم ۱۲ منہ عـہ ملاحظہ ہو ساتواں مقدمہ صـ۲۳ سے اور ستائیسواں مقدمہ دوسری ترتیب صـ۱۵۸ سے ۱۲ منہ

عرض کیا کہ خداوندا جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں اوس پر گواہ رہنا اس کو تین دفعہ فرمانے کے بعد فرمایا کہ جس کا میں آقا ہوں اور اوس پر زیادہ اختیار رکھتا ہوں یہ (علیؑ) بھی اوس کے آقا ہیں اور اوس پر زیادہ اختیار رکھتے ہیں۔ خداوندا جو ان سے محبت کرے اوس سے تو بھی محبت کرنا اور جو ان سے دشمنی کرے اوس سے تو بھی دشمنی کرنا اور جو انکی مدد کرے اوسکی تو بھی مدد کرنا۔ اور جو ان کا ساتھ چھوڑے تو بھی اوس کا ساتھ چھوڑنا پھر فرمایا اے ابوبکر کھڑے ہو جاؤ اور علیؑ کو امیر المومنین کہکر اون سے بیعت کرو پس وہ کھڑے ہوئے اور امیر المومنین کہکر بیعت کی۔ پھر فرمایا اے عمر کھڑے ہو جاؤ اور امیر المومنین کہکر بیعت کرو وہ بھی کھڑے ہوئے اور امیر المومنین کہکر بیعت کی انکے بعد عشرۂ مبشرہ میں سے باقی سات آدمیوں سے بھی اسی طرح بیعت کرائی۔ پھر سرداران مہاجرین و انصار سے اسی طرح بیعت کرائی۔ پھر حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ بَخٍ بَخٍ لَكَ يَا ابْنَ أَبِي طَالِبٍ أَصْبَحْتَ مَوْلَايَ وَمَوْلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ یعنی مبارک مبارک ہو آپ کو اے فرزند ابوطالب کہ آپ آج میرے اور کل مومن اور مومنہ کے آقا ہو گئے (ملا معین کاشفی معارج النبوۃ صفحہ ۲۲۰ میں لکھتے ہیں کہ ازواج حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ نے بھی مبارکبادیاں دیں ۱۲ مفسر) اس کے بعد سب چلے گئے اور حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ میں نے عہد و پیمان مضبوط کر لیا پھر ان ظالموں میں سے ایک سرکش جماعت نے آپس میں اتفاق کیا کہ محمد (صلے اللہ علیہ و آلہ) کے انتقال کے بعد خلافت کی گدی علی (علیہ السلام) سے چھین لینگے۔ اور حضرت سرور عالم سے یہ جماعت کہا کرتی تھی کہ آپ

ل ارجح المطالب صفحہ ۵۶۷ بحوالہ ابونعیم و ثعلبی و صفحہ ۵۶۸ بحوالہ فقیہ ابن مغازلی و ابراہیم نطری و شہاب الدین احمد و خاتم النبوۃ رکن چہارم باب ۱۲ بیان وقائع سال دہم از ہجرت صفحہ ۱۳۳ چھاپہ بمبئی و ینابیع المودۃ صفحہ ۲۵ بحوالہ مسند احمد بن حنبل و صفحہ ۳۱ بحوالہ مشکوۃ شریف و صفحہ ۲۰ بحوالہ مودۃ القربیٰ لیکن آخری تینوں میں صرف مولائی کا لفظ نہیں ہے باقی کل مضمون ہے ۱۲ منہ

ع لفظ "آج" سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس دن حضرت کو ایسی چیز حاصل ہوئی جو اوس سے پہلے حاصل نہ تھی اور وہ خلافت اور ولایت کے سوا کوئی دوسری چیز نہیں ہوسکتی ۱۲ منہ مولوی شبلی صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے (ثقیفہ میں) نہایت تیزی اور سرگرمی سے کارروائیاں کیں ۲ اور خود حضرت عمرؓ نے ابن عباسؓ سے کہا قریش کو برا معلوم ہوا کہ نبوت اور خلافت دونوں تم لوگوں میں جمع ہو اور قریشیوں نے پرنظر کی اس[illegible] سے لیا اور اچھا کام کیا ۳ ابن قتیبہ لکھتے ہیں کہ جب حضرت علی علیہ السلام بیعت کرنے کے لیے لائے گئے اور بیعت کرنے کے لیے اون سے کہا گیا اور انھوں نے فرمایا کہ اگر بیعت نہ کروں تو کیا کروگے تو لوگوں نے کہا قسم ہے اوس خدا کی کہ تمھیں قتل کر دینگے ۴

ع ۱۲ منہ ۲ الفاروق ذکر ثقیفہ ۱۲ منہ ۳ کامل ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۲۴ و صفحہ ۲۵ و تاریخ طبری ۱۲ منہ
۴ امامت و سیاست صفحہ ۱۳ ۱۲ منہ

ایسے شخص کو ہم لوگوں کا امام بنایا جو خدا کے اور آپ کے اور ہم لوگوں کے نزدیک کل مخلوقات سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے ۔ اور اونکو مقرر کرکے ہم لوگوں کے سیاسی امور (ملکی انتظام) میں بہت سے ظالموں اور جابروں کے مقابلہ سے ہم لوگوں کو سبکدوش کر دیا ۔ پس خداوند عالم نے حضرت سرور عالمؐ کو آگاہ کر دیا کہ یہ سب علیؑ کے دشمن ہیں اور اون سے خلافت چھین لینے پر اتفاق کر لیا ہے ۔ اور آیت کریمہ و من الناس من یقول الخ میں اسی مطلب کی طرف باطنی تفسیر میں اشارہ کیا ہے کہ اے محمدؐ یہ سب تم سے کہتے ہیں کہ "جس خدا کے حکم سے آپ نے علیؑ کو امت کا امام اور سردار اور اونکے امور کا منتظم بنایا ہم لوگ اوس پر ایمان لائے ہوئے ہیں ۔ حالانکہ یہ سب ایمان نہیں لائے ہیں بلکہ علیؑ کے ساتھ سرکشی کرنے اور تم کو اور اون کو قتل کر دینے پر اتفاق کر لیا ہے [۱] قولہ تعالیٰ یخادعون اللہ الخ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام گذشتہ حدیث شیعہ نمبر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جب حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ کو خداوند عالم نے منافقوں کے اتفاق کرنے سے آگاہ کیا کہ علیؑ کے ساتھ بدی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو حضرتؐ نے اون سب کو عتاب کیا (غصہ ہوئے اور ڈانٹا) تو اون سبنے سخت قسمیں کھائیں اور اوّل نے کہا یا رسول اللہ جیسا بھروسہ مجھے اس بیعت پر ہے کسی چیز پر نہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ اسی کے ذریعہ سے خداوند عالم مجھے بہشت میں داخل کرے گا اور بہشتیوں میں مجھے سب سے افضل قرار دیگا ۔ اور دوم نے کہا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں بہشت میں داخل ہونے اور جہنم سے بچنے کے لئے مجھے جتنا بھروسہ اس بیعت پر ہے کسی چیز پر نہیں ہے ۔ قسم خدا کی اس بیعت کو توڑنے پر مجھے جو کچھ بھی دیا جائے اور زمین سے عرش تک آبدار موتی اور نفیس جواہرات بھی میرے لئے بھر دیئے جائیں جب بھی میں ان چیزوں کو پسند نہ کروں گا اور سوم نے کہا کہ یا رسول اللہ

---

[۱] تفسیر برہان جلد ا صفحہ ۳۲ بحوالہ تفسیر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ۱۲ منہ [۲] حضرت ابوبکر اور عمر نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا کہ حضرت رسولؐ کا کفن اور دفن آپ سے تعلق رکھتا ہے آپ انجام دیں [۳] فوراً ابو عبیدہ جراح کے گھر پہونچے اور اونکو ساتھ لیکر [۴] (تین میل تک) دوڑتے ہوئے سقیفہ میں گئے [۵] اور حضرت ابوبکر کے ہاتھوں پر سب سے پہلے حضرت عمر نے بیعت کی [۶] کہا جاتا ہے کہ خلافت اور انتظام امور مسلمین کی اہمیت کی وجہ سے ان لوگوں نے بیعت ابوبکری میں جلدی کی اور حضرت رسولؐ کے کفن و دفن میں بھی شرکت نہ کی لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ حضرت ابوبکر کے مرض و دفن کے زمانہ میں سولہ دن اور حضرت عمر کے زخم

خدا کی قسم اس بیعت کی وجہ سے میرا خوف خوشی سے بدل گیا اور خدا کی خوشنودی کے دروازے
کھل گئے جس سے امیدیں وابستہ ہیں۔ اگر کل اہل زمین کے گناہ مجھ پر ہوں تو اس بیعت
کی برکت سے وہ بھی محو کردیئے جائیں گے۔ اور کہا کہ میرے بیان کے خلاف جس نے
آپکو خبر دی ہے اوس پر لعنت ہے (اوپر ذکر کیا گیا کہ حضرتؐ کو خود خدا ہی نے خبر دی تھی ۱۲ مفسر)
اسی طرح سرکشان عرب ایک ایک کرکے آئے اور معذرت کی پس خداوند عالم نے حضرتؐ کو خبر دی
کہ یُخَادِعُونَ اللّٰہَ یعنی یُخَادِعُونَ رَسُولَ اللّٰہِ بِاَیْمَانِھِمْ بِخِلَافِ مَا فِیْ جَوَانِحِھِمْ
وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ الخ یعنی اے رسولؐ تم کو اور مومنوں کو جن کے سردار اور اون سے
افضل علیؑ ہیں یہ سب اپنی دلی باتوں کے خلاف قسمیں کھا کر دھوکھا دینا چاہتے۔ حالانکہ یہ
دھوکھا خود اونھیں کو نقصان پہونچائیگا۔ خدا اون سے اور اونکی مدد سے بے پروا ہے
اگر خدا (اپنی خاص مصلحت سے جس میں دوسروں کا امتحان بھی داخل ہے) انکو مہلت
دینا نہ چاہتا تو یہ کچھ بھی بنا نہ سکتے اور نہ فسق و فجور اور تمرد و سرکشی کر سکتے۔ اور وہ سمجھتے نہیں
ہیں کہ خدا نے اونکو اسی غرض سے چھوڑ رکھا ہے۔ ورنہ یہ اوسکی قدرت سے بھاگ نہیں
سکتے۔ اور نہ یہ جانتے ہیں کہ ان کے کفر و نفاق اور جھوٹ سے اپنے نبیؐ کو خدا ہی نے
خبر دی ہے اور آیت کریمہ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ میں اونکو حکم دیا ہے کہ ان بیعت توڑنے
والوں پر لعنت کیا کریں اور یہ لعنت اون سے جدا نہ ہوگی و دنیا میں خدا کے نیکوکار بندے

(بقیہ حاشیہ صـ۱۹۲) اور دفن اور شوریٰ کے زمانہ میں جو حضرت عمر کی ہدایت سے قرار دیا
گیا تھا جہ دن یہ اہمیت کہاں چلی گئی تھی علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ جب حضرت عمر
نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے بیعت کے لئے حضرت علیؑ کو کھینچکر گھر سے باہر نکالا تو معصومہ بے چین ہوکر کہنے
لگیں کہ اے ابوبکر کس قدر جلد تم لوگوں نے رسولؐ کے گھر کی لوٹ مچا دی۔ قسم خدا کی میں اپنے مرتے دم
تک عمر سے نہ بولونگی [1] اور علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ حضرت عمر نے کہا کہ خلافت درست نہیں ہوسکتی
جب تک ایسی سختی نہ کیجائے جس میں کچھ بھی بھلائی نہ ہو [2] ظاہری اور باطنی دونوں تفسیروں کے حاشیے دل
کو شبہے سے خالی نہیں رہنے دیتے۔ اور دل کی حکومتیں اختیار سے باہر ہیں کیونکہ وہ بادشاہ بدن ہے ۱۲ منہ

---

[1] شرح ابن ابی الحدید جزء ۶ صـ۲۹۳ سطر ۱۳ بروایت امام شعبی و ابوالاسود ۱۲ منہ
[2] تاریخ الخلفاء صـ۹۹ ذکر اخبار عمر ۱۲ منہ

اون پر لعنت کرتے رہیں گے اور آخرت میں خدا اونکو عذاب شدید میں گرفتار کریگا۔
قولہ تعالےٰ فی قلوبھم مرض الخ گزشتہ حدیث شیعہ نمبرا میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جب حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ سے ان سب نے معذرت کی اور حضرتؐ نے اپنی کریم النفسی سے ان کے ظاہری عذروں کو قبول کیا اور باطن کو خدا کے حوالے کیا۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السّلام آئے اور کہا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ خداوند بزرگ و برتر آپکو سلام کہتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ ان سرکشوں کو نکال دیجئے جن کے متعلق علیؑ کے ساتھ بدی کرنے کی خبر آپکو دی گئی ہے اور علیؑ سے بیعت کو توڑ دیا ہے اور اس وجہ سے اونکی مخالفت پر اتفاق کیا ہے کہ وہ ایسے عجائبات ظاہر کرتے ہیں جن کے ساتھ خدا نے اونکو عزت دی ہے اور شرف بخشا ہے اور آسمان اور زمین اور اونکی کل مخلوقات کو اونکی اطاعت اور فرماں برداری کرنے کا حکم دیا ہے اور اونکو تمہاری جگہ پر ٹھلایا اور تمہارا جانشین بنایا ہے۔ تاکہ یہ سرکش سمجھ لیں کہ ولی خدا علیؑ اون سے بے پروا ہیں اونکے محتاج نہیں ہیں۔ اور اون سے بدلا لینے سے رُک نہیں سکتے۔ لیکن خدا کے حکم سے جو اونکے بارے میں ہے اور اوسکی تدبیر سے جسکو وہی جانتا ہے اور اوسکی حکمتوں (مصلحتوں) سے جس کو وہی برتتا اور محل و موقع سے جاری کرتا ہے۔ پس حضرتؐ نے اون سب کو نکلنے کا حکم دیا۔ اور حضرت علیؑ کو ساتھ لیکر مدینہ کے ایک پہاڑ کے دامن میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ خداوند عالم نے ان سرکشوں کو حکم دیا ہے کہ تمہاری مدد کریں اور تمہاری اطاعت اور فرماں برداری کرتے رہیں۔ پس اگر ان سب نے ایسا کیا تو بہشت میں جائیں گے اور اوسکی نعمتوں سے ہمیشہ فائدہ اوٹھاتے رہیں گے اور اگر تمہاری مخالفت کرینگے تو جہنم میں ڈالے جائیں گے اور عذاب میں مبتلا رہیں گے **پھر سرکشوں** سے ارشاد فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ۔ اگر تم علیؑ کی پیروی کرو گے تو نیک بخت و خوش نصیب ہو گے اور اگر مخالفت کرو گے تو بدبخت و بدنصیب ہو جاؤ گے۔ اور جن لوگوں اور جن چیزوں کو تم عنقریب دیکھو گے اونکی بدولت خدا نے علیؑ کو تم سے بے پروا کر دیا ہے۔ تمہارا محتاج نہیں رکھا ہے۔ **پھر حضرت علیؑ** سے ارشاد فرمایا اے علیؑ بعزت محمدؐ و آل محمدؐ الطیبین الطاہرین جن میں سے میرے بعد تم باقی اہلبیتؑ کے سردار ہو جو چاہو خدا سے خواہش کرو کہ ان پہاڑوں کو تمہارے لئے بنادے۔ پس حضرتؑ نے دعا کی اور وہ پہاڑ چاندی کے ہو گئے اور پکار اٹھے

تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۳۵ ۱۲ منہ

کہ اے علیؑ اے وصی رسول رب العالمین خدا نے ہم کو آپ کے لئے پیدا کیا ہے۔ آپ اگر اپنے کاموں میں ہم کو خرچ کرنا چاہیں تو جب ہم کو حکم دینگے ہم قبول کرینگے تاکہ ہم سے آپ اپنی حاجتوں کو پوری کریں۔ پھر وہ سونے کے ہو گئے اور پہلی بات کو پھر عرض کیا پھر مشک پھر عنبر۔ پھر عبیر۔ پھر یاقوت اور جواہرات بن گئے اور پکار اٹھے کہ اے ابوالحسن اے برادر رسول اللہؐ ہم سب کے سب آپ کے حکم کے پیرو ہیں جب آپ چاہیں حکم دیں پھر حضرت سرور عالمؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ محمدؐ و آل محمدؐ کا جنہیں محمدؐ کے بعد تم سب کے سردار ہو واسطہ دیکر خدا سے خواہش کرو کہ ان پہاڑوں کے درختوں کو ہتھیار بند مرد۔ اور ان کے پتھروں کو شیر اور تیندوے اور سانپ بنا دے۔ حضرتؑ نے دعا کی پس کل پہاڑ اور ٹیلے اور زمین تلواریں تولے ہوئے مردوں اور شیروں اور تیندؤں اور سانپوں سے بھر گئے۔ ان مردوں میں سے ایک ایک مرد دس ہزار کا مقابلہ کر سکتا تھا۔ اور ہر ایک ان میں کا پکار اوٹھا کہ اے علیؑ اے وصی رسول اللہ خدا نے ہم لوگوں کو آپ کا فرمانبردار بنایا ہے اور ہم کو حکم دیا ہے کہ جتنے لوگ ہم لوگوں کی قدرت کے اندر ہیں اگر آپ حکم دیں تو ہم لوگ انکو دنیا سے فنا کر دیں۔ پس جب آپ چاہیں ہم لوگوں کو پکاریں۔ اور حکم دیں۔ ہم لوگ تعمیلِ حکم کے لئے حاضر ہیں۔ اے علیؑ اے وصی رسول اللہ آپ کا بزرگ مرتبہ جو خدا کے نزدیک ہے اگر آپ چاہیں کہ زمین کے گوشے ایک دنبے کی شکل میں ہو جائیں تو خدا ایسا کر دیگا۔ یا اگر آپ چاہیں کہ آسمان زمین پر اُتر آئے یا زمین آسمان پر چڑھ جائے تو خدا ایسا کر دیگا۔ اگر آپ چاہیں کہ کھاری پانی میٹھا یا پارہ یا شربت یا تیل ہو جائے اور دریا بستہ ہو جائیں یا ساری زمین دریا ہو جائے تو خدا کر دکھائیگا۔

ان سرکشوں کی سرکشی اور مخالفت سے آپ غمگین نہ ہوں نہ وہ دنیا میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور نہ آخرت (کے عذاب) سے چھٹکارا پانے والے۔ اوسی خدا نے انکو بھی چھوڑ رکھا ہے جس نے فرعون ذوالاوتاد اور نمرود بن کنعان اور خدائی کا دعوے کرنے والے سرکشوں اور سب سے زیادہ سرکش ابلیس کو چھوڑ رکھا تھا۔

نہ آپ دنیا کے لئے پیدا کیے گئے ہیں نہ وہ سب۔ بلکہ سب کے سب آخرت کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ خدا کو اوس شخص کی ضرورت نہیں ہے جو ان سرکشوں کو بزور و جبر راہ پر لگائے۔ خدا نے آپکی شرافتوں اور فضیلتوں کو جو اُن پر ہے اُن پر ظاہر کر دینا چاہا تھا

اگر انکو (بزور و جبر) ہدایت کرنا چاہتا تو کر دیتا۔ حضرت امام موسے کاظم علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ ان کل باتوں کو دیکھکر سرکشوں کے دل مرض نفاق میں بتلا ہوگئے اور یہ مرض انکا بڑھتا گیا جسکی طرف خدا نے فی قلوبھم مرض الخ سے اشارہ کیا ہے لہ

چند فائدے

(پہلا فائدہ) بدیع ان آیتوں میں فن بدیع سے جسمیں کلام کی معنوی اور لفظی خوبیاں بیان کی جاتی ہیں چار صنعتیں (خوبیاں) ہیں۔ دو معنوی۔ دو لفظی۔ معنوی خوبیوں میں سے ایک صنعت طباق سلبی ہے جس کو صنعت تضاد اور مقابلہ بھی کہتے ہیں یعنی ایسے دو لفظوں کو ایک کلام میں ذکر کرنا جنمیں ایجاب (ثابت کرنے) اور سلب (نفی و انکار کرنے) میں آپس میں اختلاف ہو۔ جیسے اٰمَنَّا (ایمان لائے) ماھم بمومنین (ایمان نہیں لائے) اور جیسے یخادعون (دھوکھا دیتے ہیں) مایخدعون (دھوکھا نہیں دیتے) دوسرے صنعت ارصاد ہے جسکو صنعت تسہیم بھی کہتے ہیں یعنی شروع کلام میں ایسا لفظ لانا جو بتائے کہ آخر میں بھی ایسا ہی لفظ آنا چاہئے جیسے یخادعون اللہ الخ اور مایخدعون الا انفسھم یخادعون اللہ بتا رہا ہے کہ اس کے بعد پھر یہی لفظ آنا چاہیئے۔ یعنی خدا کو دھوکھا دینے والے خود دھوکھے میں پڑے ہوئے ہیں جس کا نقصان انھیں کو پہونچے گا اس لئے کہ خدا دھوکھا کھانے والوں میں نہیں ہے۔ اور مکر کا بدلا مکر اور بدی کا بدلا بدی ہے کما تدین تدان (جیسا کروگے ویسا پاؤگے) اور لفظی خوبیوں میں سے ایک صنعت اشتقاق ہے یعنی ایک کلام میں ایسے دو لفظوں کو لانا جن کے صیغے بدلے ہوئے ہوں اور اصلی حروف اون دونوں کے ایک ہی ہوں جیسے اٰمَنَّا اور مؤمنین۔ کہ اصلی حروف اون دونوں کے ۔ ا۔ م۔ ن۔ ہیں دوسرے تجنیس ناقص ہے یعنی ایک کلام میں ایسے دو لفظوں کو لانا جو دونوں ایک ہوں۔ لیکن ایک میں کوئی حرف زیادہ ہو اور دوسرے میں کم جیسے یخادعون جسمیں الف زائد ہے اور یخدعون جس میں الف نہیں ہے۔

(دوسرا فائدہ) منافقوں میں فرق علامہ سیوطی مجاہد سے روایت کرتے ہیں اونھوں نے بیان کیا کہ سورۂ بقرہ کی پہلی چار آیتیں المفلحون تک مومنوں کی تعریف میں ہیں۔ اور اوس کے بعد

لہ تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۳۰ و ۳۹ ۱۲ منہ

فصاحت و بلاغت

منافق دو طرح کے

کی دو آیتیں عظیم تک کافروں کی مذمت میں اور اوس کے بعد کی تیرہ آیتیں منافقوں کی مذمت میں لہ لیکن اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَاءٌ عَلَیْھِمْ کی باطنی تفسیر میں معصوم یعنی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی حدیث ثابت بن قیس کے واقعہ کے متعلق نقل کر آیا ہوں جو صاف صاف بتا رہی ہے کہ سوا چار آیتوں کے جو مومنوں کی تعریف میں ہیں باقی کل آیتیں منافقوں ہی سے تعلق رکھتی ہیں اور جب کہ معصوم کی فرمائش کے مقابل میں صحابی جیسے غیر معصوم کی حدیث لائق قبول نہیں ہے تو مجاہد جیسے تابعی کی ذاتی رائے کیونکر قبول کیجا سکتی ہے ۔ رہ گیا یہ سوال کہ کچھ منافق اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے مراد لئے گئے ہیں ۔ اور کچھ من الناس من یقول سے تو ان دونوں قسموں کے منافقوں میں فرق کیا ہے جو جدا جدا بیان کئے گئے تو جواب اس کا یہ ہے کہ پہلی دونوں آیتیں جو منافقوں کے متعلق ہیں اون سے کل منافق عام طور سے مراد لئے گئے ہیں ۔ اور من الناس من یقول الخ سے اونھیں سے خاص اون فردوں کو مراد لیکر ذکر کیا ہے ۔ جو انتہا مکار اور شوخ چشم اور صفت نفاق میں ماہر اور دوسرے منافقوں کے استاد اور سردار تھے ۔ اور قرآن مقدس کی دوسری آیتوں سے بھی ان دونوں قسموں کا پتہ ملتا ہے ۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے وَمِمَّنْ حَوْلَکُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنَافِقُوْنَ وَمِنْ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ مَرَدُوْا عَلَی النِّفَاقِ (سورہ توبہ پ۱۱ آیت ۱۰۲) تمہارے اطراف کے عربوں میں کچھ لوگ منافق ہیں ۔ اور اہل مدینہ میں کچھ منافق ہیں جو صفت نفاق کے خوگر (ماہر اور مشاق) ہوگئے ہیں ۔ اس آیت کے پہلے ٹکڑے سے جن منافقوں کو مراد لیا ہے اون کے حق میں عادت اور مہارت کو ذکر نہیں کیا ہے ۔ اور دوسرے ٹکڑے سے جن کو مراد لیا ہے اونھیں اس صفت کو بڑھا دیا ہے ۔

(تیسرا فائدہ) بقاء نفاق مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا میں اٰمَنَّا جملہ فعلیہ ہے جس کا کسی خاص زمانہ سے تعلق رکھنا ضروری ہے اور ما ھم بمؤمنین جملہ اسمیہ ہے اور جملہ اسمیہ کسی خاص زمانہ سے تعلق نہیں رکھتا ۔ بلکہ تینوں زمانوں سے عام ہے اسی وجہ سے استمرار و دوام یعنی ہمیشگی کو بتاتا ہے اور باوجودیکہ اٰمَنَّا (ایمان لائے) کا جواب لَمْ یُؤْمِنُوْا (ایمان نہیں لائے) جملہ فعلیہ ہو سکتا تھا جسمیں حروف بھی کم ہیں لیکن مختصر اور جملہ فعلیہ کو چھوڑ کر خداوند حکیم و فصیح و بلیغ

لہ درمنثور جلد ۱ صفحہ ۲۳ بحوالہ فریابی و عبد بن حمید وغیرہ ۱۲ منہ

نے جملہ اسمیہ یعنی ماھم بمؤمنین کو جس میں حروف بھی زیادہ ہیں اس واسطے اختیار کیا تاکہ اس امر
کو ظاہر کرے کہ جن کہنہ مشق منافقوں کو اوس عالم الغیوب نے اس آیت میں مراد لیا ہے اون کا
نفاق اون کے مرتے دم تک باقی رہ جائیگا۔ پس ماھم بمؤمنین کا معنی یہ ہے کہ یہ نہ تو پہلے
ایمان لائے ہیں اور نہ اس وقت ایمان رکھتے ہیں۔ اور نہ آیندہ ایمان لائیں گے۔

ابوسفیان اور معاویہ کے ایمان میں اہلسنت کا اختلاف

عـ۵ (اہلسنت) علمار اہلسنت نے ابوسفیان اور اوس کے بیٹے امیر شام کے ایمان پر مرنے میں اختلاف
کیا ہے۔ ابوسفیان کے متعلق ایک جماعت کا خیال ہے کہ اسلام اوس کا درست ہوگیا تھا۔ اور دوسری
جماعت کا اعتقاد ہے کہ اسلام لانے کے بعد منافقوں کا پشت پناہ اور سردار رہا کیا اور کفر کے زمانہ میں
زندیق تھا[۱] (اور چند چیزیں اسکی تائید کرتی ہیں) ۱ خلافت ابوبکر کے بعد جب اس نے حضرت علی علیہ السلام
سے کہا کہ پست قبیلہ کا شخص خلیفہ ہوگیا اگر آپ چاہیں تو ہم مدینہ کو سوار اور پیادوں سے بھر دے سکتے
ہیں تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تو اسلام کا ہمیشہ دشمن رہا[۲] ۲ امام اہلسنت ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ
محدثوں نے اسکے بارے میں بہت سی بُری خبریں ذکر کی ہیں جنمیں سے بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اسلام
درست نہ تھا[۳] ۳ جب خلیفہ عثمان کو خلافت ملی ہے تو اس نے کہا کہ تیم (ابوبکر) اور عدی (عمر) کے
بعد تم تک یہ پہونچی ہے اس کو کُرہ (گیند) کی طرح گھماؤ اور میخ اوس کا بنو امیہ کو قرار دو۔ کیونکہ یہ ملکیت
ہے۔ اور بہشت و دوزخ کوئی چیز نہیں ہے[۴] مسعودی جو فریقین کے نزدیک معتبر اور مقبول ہیں لکھتے
ہیں کہ جب عثمان کے ساتھ بیعت کی گئی تو ابوسفیان اون کے پاس گیا اور پوچھا کہ یہاں کوئی غیر تو نہیں ہے
کیونکہ اندھا ہوچکا تھا۔ کہا گیا نہیں۔ تو کہا کہ اے بنو امیہ اس خلافت کو ہاتھوں ہاتھ گُرہ
کی طرح پھراؤ اس کا میں تمہارے لئے ہمیشہ امیدوار رہا اور یہ تمہارے بچوں تک بوراثت پہونچیگی[۵]
خلیفہ صاحب نے اوس وقت تو مصلحتاً جھڑک دیا لیکن اوس کے مشورہ کو عملاً پورا کیا۔ امام اہلسنت ابن عبدالبر
کہتے ہیں کہ سعید[۶] بن مسیب نے بیان کیا کہ جنگ یرموک میں ابوسفیان پکار رہا تھا کہ یَا نَصْرَ اللّٰہِ اِقْتَرِبْ اے
مددِ خدا نزدیک ہوجا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس کا ایمان درست تھا[۷] **میں** کہتا ہوں کہ یہ پکار درستی
ایمان کی دلیل نہیں ہوسکتی۔ ایک اس وجہ سے کہ منافق وہی ہے جو زبان سے خدا کا اقرار کرے اور دل سے انکار

[۱ و ۲ و ۳ و ۴] استیعاب جلد ۲ چھاپہ دکن صفحہ ۶۸۹ و ۶۹۰ حال ابوسفیان ۱۲ منہ [۵] مروج الذہب برحاشیہ
تاریخ کامل جلد ۵ صفحہ ۱۶۶ چھاپہ مصر حال بیعت عثمان و شرح ابن ابی الحدید جزو ۹ صفحہ ۴۸۶ ۱۲ منہ
[۶] سعید مذکور حضرت علیؑ کے دشمن تھے (ابن ابی الحدید جزو ۴ صفحہ ۳۵۸) ۱۲ منہ [۷] استیعاب جلد ۲ صفحہ ۶۹۰) ۱۲ منہ

(چوتھا فائدہ) منافق کفار سے بدتر ہیں کہ اس مقام میں مومنوں کے متعلق چار آیتیں (دوسرے فائدہ میں مجاہد کا بیان ذکر کیا گیا)
ہیں اور کافروں کے متعلق دو آیتیں اور منافقوں کے متعلق تیرہ آیتیں۔ پس کافروں کے ذکر
میں صرف دو آیتوں پر اکتفا کرنے اور منافقوں کے حق میں تیرہ آیتیں نازل کرنے سے معلوم
ہوتا ہے کہ بہ نسبت کافروں کے خدا کا غیظ و غضب ان پر زیادہ ہے اسی وجہ سے انکی مذمتوں

منافقوں کا رتبہ کفار سے بدتر ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۸) اگر اتنا نہ کرتا تو صاف کافر کہا جاتا نہ منافق۔ دوسرے پکارنا خود ہی نفاق
کی دلیل ہے۔ کیونکہ کھرے مسلمان جہاد میں جان توڑ جنگ کرتے ہیں۔ چیخ و پکار اور غل و شور نہیں کرتے
یہ چیخ و پکار مسلمانوں کو سنانے کے لئے تھی۔ تیسرے جنگ یرموک کا واقعہ خلافت اولی ۱۳ھ ہجری کا
اور مجمع عام کا ہے جس میں دکھانے سنانے کا ارادہ قرین قیاس ہے۔ اور بیعت عثمانی کے بعد کی گفتگو
۲۳ھ ہجری کی اور تخلیہ کی ہے جو دلی راز کے اظہار سے زیادہ مناسبت رکھتی ہے۔ اس لئے معتبر اور
قوی ثبوت وہی گفتگو ہو سکتی ہے جو آخر عمر کی اور تخلیہ کی ہو۔ نہ وہ جو برسوں قبل کی اور مجمع عام کی ہو ۱۲ منہ
اور معاویہ کے متعلق امام اہلسنت علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ اسلام لانے کے بعد مولفۃ القلوب سے
تھے۔ پھر ان کا اسلام درست ہو گیا [۱] **اور** صاحب لغت مجمع البحرین لکھتے ہیں کہ مولفۃ القلوب
وہ قوم تھی جس نے خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا تھا لیکن معرفت اور حضرت سرور عالم کی رسالت کا اعتقاد
انکے دلوں میں داخل نہ ہوا تھا۔ اور امام اہلسنت ابن اثیر لکھتے ہیں کہ جو شخص اسلام ظاہر کرے اور کفر کو
چھپائے وہ منافق ہے (نہایہ ذکر نفق) **پس علامہ سیوطی اور ابن اثیر** کے بیان سے یہ تو معلوم
ہو گیا کہ معاویہ اپنے ابتداء اسلام میں منافق اور پشت پناہِ منافقین کے فرزند تھے **رہ گیا** یہ امر کہ انکا
اسلام درست ہوا یا نہیں تو میں چند حدیثیں اور واقعات نقل کر دیتا ہوں۔ صاحبانِ فہم و انصاف اس
بارے میں خود ہی فیصلہ کر لیں گے [۱] امام زمانہ حضرت علی علیہ السلام سے جنگ کی جو مشہور ہے [۲] حضرت
سرور عالم نے انکو اور انکے طرفداروں کو باغی گروہ فرمایا [۲] [۳] حضرت سرور عالم نے فرمایا کہ جو شخص ہم لوگوں پر
ہتھیار اٹھائے وہ مسلمان نہیں ہے [۳] [۴] ستر ہزار منبروں پر حضرت علی نفس رسول پر لعنت کرائی [۴]
اور حضرت سرور عالم نے فرمایا کہ اے علیؑ جس نے تم کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا [۵] [۵] حضرت علیؑ کے
دشمن تھے جو محتاج ثبوت نہیں ہے اور حضرت سرور عالم نے فرمایا کہ اے علیؑ تم سے دشمنی نہ کرے گا مگر منافق [۶]

[۱] تاریخ الخلفاء شروع ذکر خلافت معاویہ ص ۱۳۵ چھاپہ مجیدی کانپور [۲] بخاری جلد ۴ چھاپہ مصر کتاب الفتن باب قول النبی من حمل علینا السلاح ۱۲ منہ [۳] نصائح کافیہ ص ۲۷ بحوالہ علامہ سیوطی ۱۲ منہ [۴] نصائح کافیہ ص ۶۶ بحوالہ مسند احمد و مستدرک حاکم ۱۲ منہ [۵] استیعاب ابن عبد البر ۱۲ منہ

میں اوس نے زیادہ اہتمام کیا ہے اور غضب زیادہ ہونا بھی چاہیئے کیونکہ ۱ ایک تو یہ اپنے باطنی کفر پر باقی رہے ۲ دوسرے جھوٹھ بولے کہ ہم لوگ ایمان لائے ہیں ۳ تیسرے حضرت رسولؐ اور مومنوں کو اپنے خیال میں دھوکھا دینا چاہا ۴ چوتھے حضرت رسولؐ اور مومنوں سے مسخراپن کیا ۵ پانچویں اپنے کو مسلمان ظاہر کر کے بہ نسبت کافروں کے دین خدا کو زیادہ نقصان پہونچایا۔ بلکہ جو کچھ نقصان پہونچا انھیں سے پہونچا۔ کافروں سے سوا جان تلف

(بقیہ حاشیہ ص ۱۹۹) اور شاہ عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں کہ علی مرتضیٰ سے بغض کی وجہ سے لڑنے والا اہلسنت کے نزدیک بالاجماع کافر ہے لہ اور حضرت سرورِ عالمؐ نے فرمایا کہ میرے اہلبیت سے دشمنی کرنے والا منافق ہے ۲ ۶ معاویہ قنوت میں حضرت علیؑ اور حضرت حسن اور حضرت حسین علیہم السّلام اور ابن عباس و مالک اشتر پر لعنت کیا کرتے تھے ۳ اور حضرت سرورِ عالمؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہم اہلبیتؑ کو بُرا کہے وہ مرتد ہے خدا سے اور مرتد ہے اسلام سے ۴ ۸ معاویہ دنیا دار تھے اور انکی لڑائیاں حضرت علی علیہ السّلام سے دنیا کے لئے تھیں ۵ حضرت سرورِ عالمؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ سباب المومن فسق وقتالہ کفر ۶ اور حضرت علی علیہ السلام امیرالمومنین تھے ۔ ۸ معاویہ نے سودی خرید و فروخت کیا جب ابودردا نے کہا کہ حضرت رسولؐ نے اس سے منع کیا ہے تو جواب دیا کہ میں اس کو جائز جانتا ہوں ۷ ۹ اہل مصر نے یا رسولؐ اللہ کہکر ان پر سلام کیا ۸ اور یہ راضی رہے اور راضی رہنے کا ثبوت یہ ہے کہ اون سب کو نہ ٹوکا نہ منع کیا ۱۰ مغیرہ بن شعبہ نے ان سے کہا کہ بنو ہاشم کے ساتھ بھلائی کرو یہ نیکنامی کا باعث ہے تو جواب دیا کہ ابن ابی کبشہ (حضرت رسولؐ) کا نام پانچ وقت ہر روز اشہد ان محمد الرسولؐ اللہ پکارا جاتا ہے اب اس کے بعد کون سی نیکنامی باقی رہ سکتی ہے ۹ ۱۱ حضرت امام حسن علیہ السّلام کو زہر دلوایا جس سے آپکی شہادت ہوئی ۱۰ ۱۲ حضرت امام حسنؑ کے موت کی خبر پاکر خوشحالی کی اور سجدۂ شکر کیا ۱۱ ۱۳ حضرت سرورِ عالمؐ نے

لہ تحفہ اثناعشریہ باب ۱۲ ۱۲منہ ۲ کنوزالحقائق امام مناوی برحاشیہ جامع صغیر جلد ۲ ص ۹۲ و کنزالعمال جلد ۶ در فضائل اہلبیتؑ ۱۲منہ ۳ کامل ابن اثیر جلد ۳ ص ۱۳۳ ۱۲منہ ۴ صواعق محرقہ ص ۱۴۳ باب التحذیر ۵ روضۃ الاحباب باب بیعت علی ۱۲منہ ۶ صحیح بخاری کتاب الفتن باب قول النبیؐ لاترجعوا بعدی کفارا ۱۲منہ ۷ ازالۃ الخفا مقصد ۲ کتاب البیوع ص ۱۰ ۱۲منہ ۸ تاریخ کامل جلد ۴ ص ۵ ۱۲منہ ۹ کفار بہ نیت توہین حضرتؐ کو ابن ابی کبشہ یعنی دنبہ کہا کرتے تھے ۱۲منہ ۹ نصائح کافیہ بحوالہ موفقیات ۱۲منہ ۱۰ استیعاب حال وفات حسنؑ ۱۲منہ ۱۱ تاریخ ابوالفداء جلد ۱ ص ۱۹۳ ومحاضرات راغب جلد ۲ ص ۲۲۴ ذکر نفی شماتت از موت ۱۲منہ

اہلسنت کا خدا کو جاہل ماننا ثابت کیا گیا ہے حجم ۸۰ صفحات قیمت ۱؍

انتصار در بیان حرمت اِدبار | حرمت و حلت وطی فی الدبر کے متعلق مفصل و مسکت بحث۔ کل احادیث فریقین جواز و عدم جواز کو نقل کر کے قول فیصل۔ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ حجم ۸۰ صفحات قیمت ۶؍

توشۂ آخرت | طہارۃ۔ صوم۔ صلوۃ۔ و زکوۃ۔ حج۔ خمس و جہاد کے مسائل ضروریہ بزبان اردو مطابق فتوے حضرت حجۃ الاسلام والمسلمین آقا سید ابو الحسن صاحب قبلہ اصفہانی مدظلہ العالی و آقائے قمی رحمہ اللہ مع فتوے سرکار مصنف تفسیر قرآن درج ہے۔ حجم ۱۰۴ صفحات قیمت ایک روپیہ پانچ آنہ (نوٹ) اس کتاب میں کل مسائل ذخیرۃ العباد و منتخب المسائل عروۃ الوثقی کے موجود ہیں۔

صفات ثبوتیہ | صفات ثبوتیہ خدا و اسماے حسنیٰ کی تحقیق و تفصیل نیز صفات ذات و صفات افعال و اسم ذات کی تقسیم مع تعداد و شمار کے۔ اس کے متعلق کل علماء کبار کے اقوال آخر رسالہ میں۔ ۴۴ اعتقادات ضروریہ جن کا اعتقاد ہر مسلمان مرد و عورت صغیر و کبیر پر واجب ہے۔ حجم ۸۰ صفحات۔ قیمت ۵؍

مقدمات انوار القرآن | تفسیر کا جاننا جن مباحث و مقدمات پر موقوف ہے اون تمام امور کو نہایت تفصیل و تحقیق سے ۴۸۴ صفحات میں ۲۷ مقدموں میں مصنف علام نے جمع فرما دیا ہے۔ قیمت محض ڈیڑھ روپیہ

تفسیر انوار القرآن | اردو زبان میں جامع و مکمل و مفصل تفسیر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور سورہ حمد حصہ اول ۴۲۲ صفحات۔ قیمت محض ۴؍

مختار اہلبیتؑ | جناب مختار بن ابو عبیدہ ثقفی علیہ الرحمہ محب اہلبیتؑ کے مختصر واقعات کو اس کتاب میں درج کیا گیا ہے۔ لکھائی چھپائی بھی عمدہ اور دیدہ زیب ہے۔ پانچ جدید خریدار دینے پر یہ رسالہ مفت حاضر کیا جائے گا۔

فہرست کتب موجودہ دائرۃ تحقیق کھجوا (بہار)

نوٹ:۔ حضرات ممبران دائرہ کے لئے چوتھائی قیمت کم اور اراکین کے لئے نصف قیمت کم کر دی جائیگی اور سرپرست حضرات کو مفت

جواب شرر | عبد الحلیم شرر کے مشہور ناول "سکینہ بنت الحسینؑ" کا تحقیقی اور واقعی جواب مصنفہ جناب مولوی سید محمد حیدر صاحب مرحوم اڈیٹر الشمس۔ حجم ۲۵۶ صفحات قیمت ۶؍

رسالہ التقیہ | تقیہ کے ثبوت میں قرآن مجید کی ۵ آیتیں و ۵۴ حدیثیں اور اقوال و افعال حضرت رسول خدا و دیگر جلیل القدر صحابہ کا عمل صحیح ہونے کے علاوہ اہلسنت کے دس اعتراضوں کا دنداں شکن جواب مصنفہ جناب علامہ مولانا السید حامد حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ صاحب عبقات الانوار حجم ۱۳۶ صفحات قیمت ۹؍

رسالہ الولی | آیہ انما ولیکم اللہ و رسولہ سے خلافت بلافصل جناب امیر المومنینؑ کا اثبات کیا گیا ہے۔ نیز وہ مشہور معرکۃ الآرا مناظرہ مفصل درج ہے جو جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اہلحدیث اور جناب مولانا سید فرمان علی صاحب مترجم قرآن ملتوی کے درمیان ہوا تھا۔ حجم ۱۶۴ صفحات۔ قیمت ۱۴؍

المشتہر:۔ منیجر دائرۃ تحقیق کھجوا (صوبہ بہار)

(سید غازی الدین حیدر نے مطبع اصلاح سٹیم پریس کھجوا میں چھپوا کر شائع کیا)